ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
مجلہ
شمارہ7۔ جلد13
جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ اپریل 2013ء





مسلک سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اداریہ
مغرب کی اسلام کے خلاف منصوبہ بندی



دنیا کی حقیقت



ہمارے بگاڑ کا ذمہ دار کون؟

چند شر انگیز سوالات کے جوابات



مسائل دینیہ
دورِ حاضر کے مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مُدلل حل



گوشۂ خواتین

فہرست

﴿نعت شریف﴾

اے گنبدِ خضرا مری آنکھوں میں سما جا
ہاں دل میں اتر آ ، مرے افکار پہ چھا جا
میں تیری زیارت کیلئے دور سے آیا
تو میری امیدوں کا ، مرادوں کا ہے مایہ
عرفانِ حقیقت کی تجلی یہاں بھر دے
روشن مرے سینے میں نیا طور ہی کر دے
تشکیک کا درماں ہے ترا ایک نظارہ
وسواس کی ظلمات کا کرتا ہے تو چارہ
تو دونوں جہانوں کی امیدوں کاسہارا
فردوس بکف ہے ترے جلوے کا نظارہ
الحق تو ہے عرفان کا سب سے بڑا مرکز
توحید کے اعلان کا سب سے بڑا مرکز
ہر ذرہ ترا آنکھ ہے، ہر ذرہ ترا کان
ہر ذرہ ترا زیست کی، ادراک کی ہے جان
واللہ تو ہے عرش کی آنکھوں کا بھی تارا
کعبہ ترے دیدار کی چاہت کا ہے مارا
مجھ کو بھی ترا شوق ہے اے گنبد خضرا
مجھ کو بھی عطا کر دے کوئی دیدہ بینا
جب دیکھوں تجھے ، دیکھنے کا شوق ہوا فزوں
یوں دیکھتا جاؤں کہ فقط دیکھتا جاؤں
اس دید سے ہو دید میں کچھ اور اضافہ
بن جاؤں میں یوں دید کہ مٹ جائے قیافہ
یوں دید سراپا ہوں کہ اٹھ جائیں حجابات
اور سامنے آنکھوں کے ہو سرکار کی خود ذات
پھر اذن قدم بوسی ہو آقا کی طرف سے
سرشار رہے آسی سدا ایسے شرف سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

مجلہ الحقیقہ اداریہ

مغرب کی اسلام کے خلاف منصوبہ بندی

سعید آسوی کے قلم سے

جنگ عظیم کے اختتام پر اکتوبر ۱۹۱۸ء میں فرانسیسی جنرل کورو نے سلطان صلاح الدین ایوبی کی قبر کو ٹھوکر مار کر کہا تھا:

''لو صلاح الدین! ہم یہاں تک آ گئے ہیں اور ہم نے شام فتح کر لیا ہے۔ تم کب تک سوتے رہو گے''

یہ ہے صلیبی ذہنیت جو ایک مرتبہ پھر اہل مغرب میں لوٹ آئی ہے۔ فلسطین، کشمیر، عراق، لیبیا، بوسنیا، چیچنیا، افغانستان پر حملے اور اب ایران، شام اور پاکستان سے عداوت انہیں صلیبی جنگوں کا تسلسل ہے۔ آج اقوام متحدہ (UNO) بھی اپنے ایوانوں سے ان نہتے مسلمانوں کے ساتھ کی جانے والی بربریت کے نظارے دیکھ رہی ہے اور وہ یورپ جو گھریلو جانوروں اور پالتو پرندوں سے شفقت سے پیش آنے کے لئے قوانین وضع کر چکا ہے، معصوم مسلمان عورتوں اور بچوں کی تڑپتی لاشیں دیکھ کر بے رحم بنا بیٹھا ہے۔

آج مغرب ۱۰۹۹ء کی یاد تازہ کر رہا ہے جب یروشلم میں صلیبی سپاہیوں نے مسجد عمر (صخرہ جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا، یہاں فتح بیت المقدس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا کی تھی۔ اس مقام پر جو مسجد ہے، اب تک اسے مسجد عمر کہا جاتا ہے۔ فتوح الشام ۲۳۸) میں گھس کر نہتے مسلمانوں کا اس طرح قتل عام کیا تھا کہ دل دہلانے والے شور وغل میں کسی کی آواز پہچانی نہیں جاتی تھی۔ مسجد کے وسیع وعریض صحن میں ستر ہزار شہداء کی لاشیں پڑی تھیں جن کے خون میں گھوڑوں کی ٹانگیں اوپر تک ڈوبی ہوئی تھیں۔ جب کہ مسلمانوں کی مذہبی رواداری کا یہ نقشہ وہ فراموش کر چکے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلسطین کی فتح کے بعد جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ کا ملازم اسلم اونٹ پر سوار تھا اور آپ پیدل چل رہے تھے۔ آپ کی قمیض مبارک پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپ حکم دیتے ہیں کہ راہبوں پر تلوار نہ اٹھاؤ، عبادت گاہوں کو مسمار مت کرو۔ آپ وہاں کے بشپ کی اجازت حاصل کر کے ان کے گرجے میں نماز ادا فرماتے ہیں۔ کوئی جان تلف نہیں ہوئی، کسی کے کھیت تک نہ اجاڑے گئے۔

اہل مغرب کی درندگی کی محض ایک اور روح فرسا مثال ملاحظہ کیجئے جسے 'نیوز ویک' نے ۱۷ اگست ۱۹۹۲ء کے ایڈیشن میں شائع کیا:

''مشرقی بوسنیا کے علاقے 'تزلا' کے قرب وجوار میں ایک غم سے نڈھال عینی گواہ کے مطابق تین مسلمان لڑکیوں کو جنگلے سے باندھ دیا گیا، تین روز کے بعد ان لڑکیوں پر پٹرول چھڑک کر خاکستر کر دیا گیا''

کہاں تک ہم سے لو گے انتقام فتح ایوبی

دکھاؤ گے ہمیں جنگ صلیبی کا سماں کب تک

اہل اسلام کے خلاف نئی صف بندی: اسلام اور اہل اسلام کے خلاف مغرب کئی ہتھکنڈے استعمال کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے۔ جو ہتھکنڈے اب تک استعمال کر رہا ہے، وہ پہلے سے بہت زیادہ مہلک اور تباہ کن ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱)۔توہین قرآن وصاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: مسلمانوں کے ہاں پیغمبر انسانیت، سرچشمہ ہدایت، نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت عین ایمان ہے۔ برٹش لاء کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بائبل کی توہین کی سزا موت ہے۔ امریکہ، جرمنی، نیوزی لینڈ، کینیڈا، آسٹریا، نیدرلینڈ، فن لینڈ اور سارے یورپ میں بھی ایسے قوانین بن چکے ہیں۔ مگر مسلمانوں کو ایذا پہنچانے کے لئے قرآن پاک اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جابجا توہین کیے جانے کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ جس میں ڈنمارک، ناروے، بلجیئم، جرمنی، سویڈن اور امریکہ پیش پیش ہیں (فلعنۃ اللہ علیہم) مزید یہ کہ جن اسلامی ممالک کے آئین میں توہین قرآن اور توہین رسالت کی سزا موت ہے جیسا کہ پاکستان، انہیں ان قوانین کو ختم کرنے یا کم از کم بے اثر کرنے پہ مجبور کیا جا رہا ہے۔ اہل اسلام کو جاننا چاہئے کہ قوت ایمانی کا یہ حصار پاش پاش ہو گیا تو پھر غیرت و حمیت نام کی کوئی شے باقی نہ رہے گی۔ خدا تعالیٰ بے حد و بے حساب رحمتیں نازل کرے عامر چیمہ اور ممتاز قادری پر جنہوں نے غیرت و حمیت کے اس سبق کو یاد رکھا۔

۲۔مستشرقین کی سازش: مستشرقین (وہ غیر مسلم جو اسلام اور اہل اسلام کو اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھتے اور بیان کرتے ہیں) نے اسلام کے بنیادی افکار کو ہدف تنقید بنایا۔ پروفیسر سخاؤ جوزف شاخت، پروفیسر منٹگمری واٹ، ولیم میور، گب مارگولیس، فیوک، ڈی جو جے، فیشر، لز برسکی، کریمر برسکی، نولد یکے، کیتانی، گولڈ ہیئر سپر نگر اور جارج سیل وغیرہم نے سوچے سمجھے پروگرام کے تحت قرآن، حدیث، رسول اللہ ﷺ اور تعلیمات اسلام کے خلاف زہر آلود لٹریچر تیار کیا تا کہ مسلمان مدافعت کرتے پھریں اور آزاد خیال طبقے کو اور زیادہ تشکیک کا موقع ملے۔ ان میں اکثر یہودی اور عیسائی سکالرز تھے جنہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اس مزموم کاوش کو جاری وساری رکھا۔ خبیث سلمان رشدی اور فطرتاً کمینی تسلیمہ نسرین جیسے رسوائے زمانہ مصنفین کی مغربی ممالک میں عزت افزائی اور تحفظ اسی مزموم منصوبے کی کڑی ہے۔ یہودی سکالر پنہاس بن ماہم نے ۱۹۷۰ء میں اپنی زہریلی کتاب لندن سے شائع کی اور خلاف اسلام و بانی اسلام تحریروں سے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ علماء اسلام پر یہ بھاری ذمہ داری ہے کہ ان مستشرقین کی تصانیف اور تقاریر پر نگاہ رکھیں۔ مدلل و مسکت جوابات دیں۔ اسلام کی حقانیت کو تحاریر و تقاریر کے ذریعے دنیا بھر میں پھیلائیں نیز انٹرنیٹ اور دیگر جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے بھی بھرپور مقابلہ کیا جائے۔

۳۔مخرب اخلاق کلچر کا فروغ: آج مسلم ممالک مغرب کی ثقافتی یلغار کی زد میں ہیں قومی ٹیلی ویژن جس کی سرپرستی حکومت کرتی ہے اخبارات ملکی وغیر ملکی چینلز وغیرہ سب کے سب مغربی کلچر کی ترویج کر رہے ہیں جس نے نوجوانان اسلام کی اخلاقیات کا جنازہ نکال کے رکھ دیا ہے۔ اب یہ کلچر ہمارے معاشرے کے طرز رہن سہن اور معاملات میں تیزی سے اپنی جگہ بنا رہا ہے، پاکستان کے ماہ گذشتہ کے اخبارات دیکھ لیں کوئی

دن ایسا نہ تھا کہ جس دن کے اخبارات نے حیدرآباد، فیصل آباد، کراچی یا ملک بھر کے کسی نہ کسی شہر کے گرلز کالج یا یونیورسٹی میں سالانہ تقریب کے موقع پر مسلمان بچیوں کے ناچ گانے کی تصاویر شائع نہ کی ہوں۔ بلکہ کچھ عرصے سے ایسی دلفگار خبریں بھی مل رہی ہیں کہ وطن عزیز میں ایک خاص طبقہ شادی بیاہ کے مواقع پر تہذیب، ثقافت اور مذہب کا خون کر رہا ہے۔ مہندی، بارات، ولیمے اور ان سے سابق و لاحق دنوں میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تنگ و چست لباس پہن کر "کورس" کی شکل میں ڈانس کرتے اور بھنگڑے ڈالتے ہیں اسکے لئے مہینہ پہلے سے تیاریاں کی جاتی ہیں۔ پھر جب یہ دن آتا ہے خدا یاد رہتا ہے اور نہ خدا کا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ شاید انہیں یہ بھی یاد نہیں ہوتا کہ ہم مسلمان ہیں اور کلیجہ منہ کو آتا ہے جب یہ شرمناک بات سنتے ہیں کہ خود باپ بیٹی، بہن بھائی مل کر بلا حجاب ناچتے ہیں کیا شرم، حیا، غیرت نام کی چیزوں سے باپ، بیٹی اور بہن بھائی نا آشنا ہیں کیا ایسے باپ اور ایسے بیٹے کے "کنجر" ہونے میں کوئی شک ہے؟ کیا روپیہ پیسہ وافر ہونے اور شاندار کوٹھیوں کاروں کے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ بندہ اپنے رب کی قائم کردہ حدوں کو توڑ دے؟ فرمایئے! آدم علیہ السلام کی اولاد کی فطرت کو ان کے خالق سے بہتر کون جان سکتا ہے؟ اگر اس خالق و مالک نے اولاد آدم و حوا پہ کچھ حدود و قیود متعین کی ہیں یا کچھ پابندیاں لگائیں ہیں تو یقیناً اس میں ان کی بہتری ہے۔ تو اے مسلمانو! مت توڑو خدا کی حدوں کو ورنہ شیطان اور جانور کہلاؤ گے۔

بات کچھ طویل ہوگئی۔ کہنے کا مقصد یہ تھا کہ وطن عزیز اور یونہی دیگر بلاد اسلامیہ میں جو مخرب اخلاق کلچر فروغ پا رہا ہے اہل اسلام کو اس سے متاثر اور مرعوب ہونے کی بجائے طاقت ایمانی سے مار بھگانا چاہیے۔ وگرنہ ہماری نسلوں میں صرف "ناچے" پیدا ہوں گے۔ (العیاذ باللہ)

۴۔ مسلمان عورت سے بے جا غمخواری: مغرب کا یہ زہریلا پروپیگنڈا ہے کہ اسلام نے خواتین کے حقوق کو سلب کیا ہے۔ یہ انتہائی لغو، غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈا ہے۔ اسلام نے جو حقوق خواتین کو دیئے ہیں مغرب اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اسلام کے نظام عفت و حیا کو ہی لے لیں۔ عورت پر ناجائز تہمت لگانے والے کے لیے 80 کوڑوں کی سزا متعین ہے۔ تو مغرب کے اہل فکر و دانش خود انصاف کریں، اسلامی ممالک میں عورت کے حقوق محفوظ ہیں یا مغربی ممالک میں۔

حقیقت یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کا میل جول، مخلوط محفلیں اور خلاف شرم و حیا سرگرمیاں اخلاقی فساد پیدا کرتی ہیں۔ اب مغرب کی یہ کوشش ہے کہ مسلم ممالک میں بھی یہ فساد پیدا کر کے ان کا عائلی نظام تباہ کیا جائے۔ چنانچہ اسی مغرب کے لنگر پہ پلنے والا بے لگام میڈیا محفلوں، تفریح گاہوں، پارکوں، دفتروں اور ٹی وی پہ رونق لگاتی عورتوں کو شریف مسلمانوں بچیوں کے سامنے آئیڈیلز کے طور پر پیش کر رہا ہے جبکہ اپنے گھروں میں قید، عفت و عصمت کی چادر اوڑھے، شوہر کی خدمت اور بچوں کی پرورش و تربیت کرنے والی عفت مآب خواتین کو پرانی روحوں سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ اسلام خواتین کو ضرورتاً گھر سے نکلنے، باپردہ ماحول میں ملازمتیں کرنے اور اپنے باپ شوہر بھائیوں کے ساتھ کبھی تفریح کی غرض سے باپردہ نکلنے پر ہرگز قدغن نہیں لگاتا لیکن اس بات کی اجازت بھی نہیں دیتا کہ عورت میڈیا اور مخلوط محفلوں میں بے پردہ، بلا حجاب، تنگ و چست لباس میں انجوائے منٹ کرتی پھرے اور اسے ہی آزادی سمجھے۔

مختاراں مائی جیسی نہ جانے کتنی مظلوم بچیاں ہیں جنہیں اسلام دشمن این جی اوز ہائی جیک کر لیتی ہیں۔ ان کی ذہنی تربیت کرتی ہیں۔ انہیں یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ معاشرہ مرد کا معاشرہ ہے۔ جس میں عورت پاؤں کی جوتی ہے۔ عورت مظلوم ہے اور ان میں اپنے حقوق کا شعور نہیں۔ چنانچہ ان این جی اوز کے حسن تربیت سے فیض پانے والی یہ بچیاں اور عورتیں پھر ان کی آلہ کار بن کر (بھاری تنخواہوں پر) گلی گلی پھر کر "بے شعور مسلمان بچیوں"

میں دشعوراً بانٹتی ہیں

ہم تو کہتے ہیں کہ ایسا تو نہیں کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو **یـا ایھـا المزمل** (اے چادر اوڑھنے والے) کہہ کر اس لئے پکارا ہو کہ کسی کی بیٹی کہیں اتباع کی آڑ میں چادر نہ اتھا پھینکے۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حسن بھی مزمل میں پنہاں ہے تو ملت کی بیٹیوں کا حسن چادر، چاردیواری اور پردہ وحجاب میں مضمر ہے۔

اے بنت اسلام! یاد رکھ! تو آفتاب ہے، ماہتاب ہے، دیا نہیں، چراغ نہیں کہ جو جدھر چاہے ادھر لے جائے۔ تو سورج ہے، چاند ہے، کہکشاں ہے جو نور بھی دیتے ہیں اور اپنی تجلی سے صد تاریکیوں کے پردے چاک بھی کرتے ہیں۔ لیکن اپنا محل، اپنا محور، اپنی منزل اور اپنا مقام نہیں بھولتے اور نہیں چھوڑتے۔

۵: عسکری و معاشی منصوبہ بندی:- مغرب چونکہ عسکری اور معاشی لحاظ سے غالب ہے، لہذا اس نے تمام مسلمان ممالک کو بین الاقوامی سودی نظام میں جکڑ رکھا ہے۔ غریب اور متوسط اسلامی ممالک کو مغرب بلند شرح سود پر مالی امداد دے کر پہلے مقروض و مجبور، پھر مغلوب اور بالآخر مقہور کر لیتا ہے۔ اور اپنی مرضی کے فیصلے کراتا ہے۔ پھر بھی جو اس کے سامنے سر اٹھاتا ہے اپنی عسکری طاقت کے بل بوتے پر اسے زیر کر لیتا ہے۔ ضروری ہے کہ اسلامی ممالک اپنی معیشت کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں مضبوط کریں نیز اپنی افواج کو جدید خطوط پر طاقتور بنائیں۔

۶۔ اسلامی ریاست پر نظریاتی حملے: اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے اپنے معاشرتی نظام میں غیر مسلموں کو باعزت مقام دیا۔ آج کا یورپ جس طرح اقلیتوں کے حقوق غصب کر رہا ہے وہ قابل مذمت فعل ہے۔ فرانس میں مسلمان بچیوں کو سکولوں سے اس جرم کی پاداش میں نکال دیا جاتا ہے کہ وہ سر پر دوپٹہ کیوں اوڑھتی ہیں۔ سکارف اور نقاب پر بھی یورپی ممالک یکے بعد دیگرے پابندیاں لگا رہے ہیں۔ انگلینڈ، امریکہ اور مغربی ممالک میں مسلمان اقلیتوں پر ہر وقت ملک بدری کی تلوار لٹکتی رہتی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف اور کہاں کی مساوات ہے۔ جبکہ ایک اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو معاشی اور قانونی مساوات حاصل ہے۔ اس کے باوجود مغرب یہ واویلا کرتا رہتا ہے کہ اسلامی ریاستوں میں اقلیتیں غیر محفوظ ہیں۔ اسلامی ممالک میں مغرب کے پیسے پر پلنے والی لاتعداد این جی اوز ایسی ہیں جو ان کی ہم آواز ہیں اور اسلامی ریاستوں کا عالمی سطح پر تشخص خراب کرنے میں جتی رہتی ہیں دوسری طرف میانمار میں مسلمانوں کے قتل عام پر انہوں نے چپ سادھ رکھی ہے۔ اسلامی حکومتوں کو چاہیے کہ نہ صرف یہ کہ اسلامی ریاستوں پر نظریاتی حملوں کا مؤثر دفاع کریں بلکہ ان این جی اوز کا محاسبہ کرتے ہوئے انہیں لگام دیں۔

۷۔ فرقہ واریت کو ہوا دینا: مغرب ہمیشہ سے DIVIDE AND RULE کے اصول پر گامزن رہا ہے۔ آج پورا عالم اسلام فرقہ واریت کی زد میں ہے بالخصوص عراق، پاکستان، شام، لبنان، مصر وغیرہ میں صورتحال نہایت تشویشناک ہے۔ روزنامہ 'نوائے وقت' (۲۷ مارچ ۲۰۱۳) نے ایک برطانوی اخبار کے حوالے سے یہ انکشاف کیا ہے کہ عراق میں فرقہ وارانہ فسادات مکمل طور پر امریکہ کروا رہا ہے۔ عالم اسلام کو ہوش کے ناخن لینا ہوں گے۔ انہیں توحید، عشق رسالت حب صحابہ واہل بیت پر یکجا ہونا ہوگا۔ تاکہ مغرب کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوں۔

۸۔ بنیاد پرستی اور دہشتگردی کا الزام: امریکہ اپنا 'نیو ورلڈ آرڈر' رائج کرنا چاہتا ہے۔ اسے رکاوٹ نظر آتی ہے تو وہ اسلامی ممالک ہیں۔ چنانچہ ان کو ہدف تنقید بنایا جا تا رہا ہے۔ کبھی انہیں بنیاد پرست کہا جاتا ہے تو کبھی دہشتگرد۔ اگر اسلامی احکام پر عمل کرنا بنیاد پرستی ہے تو ایسی بنیاد پرستی اقوام متحدہ (UNO) کے چارٹروں سے ہزار درجے بہتر ہے اور رہی بات دہشتگردی کی تو اس سے بڑا دہشتگرد کون ہے، جس نے افغانستان، عراق، چیچنیا

اور بوسینیا میں لاکھوں مسلمانوں کو ناحق شہید کیا۔ فلسطین میں خون مسلم کی ناقدری کرنے والا کون ہے؟۔ کشمیر کے نوجوان ذبح اور عورتیں بے آبرو کرنے والا کون ہے؟ میانمار میں معصوم بچوں کا زندہ جلانے اور مسلمانوں کی عبادتگاہوں کو مسمار کرنے والے کون لوگ ہیں؟

یہ سبھی غیر مسلم ہی تو ہیں جبکہ مرنے والے مسلمان۔ تو پھر دہشتگرد کون؟ مارنے والے یا مرنے والے؟

۹۔ اتحاد مسلم میں رخنہ اندازی: عرب کے ممالک مغربی اتحادیوں کے دام میں پھنس گئے اور انہوں نے عرب ازم کا مسلک اختیار کرلیا۔ جس کی سزا وہ بھگت رہے ہیں۔ باقی مسلم ممالک کی صورتحال بھی چنداں مختلف نہیں۔ سعودی عرب جیسا اسلامی ملک امریکہ کا اتحادی ہے۔ مغرب کبھی مسلمانوں کو یکجا نہیں دیکھ سکتا۔ چنانچہ کبھی

سالہا سال ایران وعراق میں جنگیں کرواتا ہے، کبھی عراق کو کویت سے لڑاتا ہے، کبھی سعودی عرب اور ایران میں چپقلش پیدا کرتا ہے اور کبھی پاکستان اور افغانستان کو الجھاتا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ اکثر اسلامی ممالک بشمول پاکستان اپنے مغربی آقاؤں کی تہذیب اور طرز فکر کو اپنائے ہوئے ہیں۔ گواہی درکار ہو تو کانونٹ اور عیسائی سکولوں میں مسلمان بچوں کے ہجوم کو دیکھیں۔ مغربی لباس، انگریزی زبان اور مغربی اطوار سے وارفتگی ہمارا شعار ہے۔ اسلامی تہذیب بالخصوص لباس میں ہم شرمندہ شرمندہ نظر آتے ہیں۔ بہر حال مغربی ممالک سے اتحاد کے شوق میں ہم اپنوں کو پیچھے چھوڑ رہے ہیں۔

کل ایک شوریدہ بارگاہ نبی میں رورو کے کہہ رہا تھا
یہ مصر وہندوستاں کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں

یہ زائران حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

ہم نے اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی (OIC) بنالی ہے، لیکن ہنوز اپنے مسئلے اقوام متحدہ میں ہی لے کے جاتے ہیں۔ خود یہ مغرب ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ان کے گھر کی گواہی سنیں۔ 'جارج تیز اس'' اپنی کتاب The Middle East in World Affairs میں رقمطراز ہے کہ بڑی طاقتوں نے مسلمان ممالک کے اتحاد کو پارہ پارہ کردیا ہے۔

بہر حال یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ مسلمان ممالک معاشی، تمدنی، زرعی اور صنعتی میدان میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ بین الاقوامی سیاست میں ایک حکمت عملی اختیار کریں۔ اخبارات اور ابلاغ عامہ ان کا اپنا ہو۔ اپنے آپ کو دفاعی لحاظ سے مضبوط کریں۔ بھاری صنعتیں لگائیں۔ اپنی مشترکہ منڈی بنائیں تاکہ مغربی ممالک کے اقتصادی ہتھکنڈوں سے بچ سکیں۔

ہم نے اسلام کے خلاف مغرب کے ہتھکنڈوں اور سازشوں کا جامع ذکر اس تحریر میں کردیا ہے۔ مسلمانوں کو ان کے خلاف نبرد آزما ہونا ہوگا۔

اللہ کریم جل مجدہ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل مسلمانوں کو سمجھ بوجھ عطا فرمائے اور اس صورتحال میں مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

مسائل دینیہ

﴿محقق دوراں، جناب مفتی علامہ محمد نصر اللہ آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوشخبری: قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور کا بھتیجا محمد شمس الدین ایک حدیث مبارک جس میں نبی پاک ﷺ نے عیسی ابن مریم علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کی پیشین گوئی کی ہے وہ پڑھ کر اور قادیانی کتابوں میں توہین آمیز عبارات پڑھ کے مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گیا اس نے اپنے اسلام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ,,قادیانیت ایک دھوکہ اور فریب کا نام ہے ،،ان کے قبول اسلام پر قادیانی ایوانوں میں زلزلہ اور کھلبلی مچ گئی۔ (ورلڈ ختم نبوت یوتھ فورس شاہد مبین قادری عطاری سیالکوٹ۔)

کیا اللہ تعالی نے اپنے محبوب پر عتاب فرمایا؟

س بعض بے دین گستاخ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اپنے محبوب کو جھڑکا ہے اور سورۃ الانعام آیت ۳۵ کا حوالہ دیتے ہیں اس کی وضاحت اور آیت کا صحیح مفہوم بیان فرمادیں۔ حافظ محمد عطاء آسوی بہاولپور

ج اللہ کا سارا قرآن کریم نبی کریم ﷺ کی نعت ہے لیکن جن کے دلوں بغض رسول کی آگ بھڑک رہی ہو انہیں یہ عتاب نظر آتا ہے اسی لئے امام اہل سنت فرماتے ہیں۔ وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے بخار ہے عشق رسول کی عینک کے بغیر قرآن سمجھ میں آتا ہے اور نہ حدیث ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہا گیا ہناں عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری وجہ کیا ہے کہ وہ لوگ قرآن کے نور سے کیوں محروم ہیں؟ اس لئے کہ گستاخی کی وجہ سے قرآن صرف ان کی زبان پر ہے دل میں نہیں ہے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے قرآن پڑھتے ہیں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ایسے لوگوں کی خبر نبی کریم ﷺ چودہ سو سال پہلے دے چکے ہیں ایک آدمی مال غنیمت کی تقسیم پر اعتراض کرتے ہوئے کہا یارسول اللہ! انصاف سے کام لو۔ آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو ناکام و نامراد رہ جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے، یارسول اللہ! اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں فرمایا دَعْہُ ، فَإِنَّ لَہُ أَصْحَاباً یَحْقِرُ أَحَدُکُمْ صَلاتَہُ مَعَ صَلاتِہِمْ، وَصِیَامَہُ مَعَ صِیَامِہِمْ یَقْرَؤُوْنَ الْقُرآنَ لایُجَاوِزُ تَرَاقِیَہُمْ، یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّہْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ،

جانے دو کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کے مقابلے میں ان کی نمازوں کو حقیر جانو گے اور اپنے روزں کو ان کے روزں کے بالمقابل حقیر جانو گے یہ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔ بخاری حدیث نمبر ۳۶۱۰ کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ مسلم حدیث نمبر ۱۰۶۶۔۱۰۶۵ کتاب الزکوۃ باب ذکر الخوارج۔ مشکوۃ

آیت کا صحیح مفہوم: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب اگر ان کا منہ پھیرنا تم پر شاق گذرا ہے تو اگر تم سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لو یا آسمان میں زینہ پھر ان کے لئے نشانی لے آؤ اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن۔ (سورۃ الانعام آیت ۳۵)

اس میں عتاب والی کوئی بات نہیں یہ عبارت انتہائی محبوبیت بتا رہی ہے جیسے کوئی استاد نہایت محنتی شاگرد پر اس لئے ناراض ہو کہ وہ محنت زیادہ کیوں کرتا ہے۔ یہ ناراضگی شاگرد کی سعادت مندی اور اس کی انتہائی مہربانی کی دلیل ہوگی۔ ورنہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ سے کوئی خطا سرزد نہ ہوئی تھی ہدایت کی خواہش اچھی ہے حضور ﷺ چاہتے تھے کہ سارے کافر ہی ایمان لے آئیں اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ سب ایمان لے آئیں مگر ارادہ نہیں ہے ارادہ اور محبت میں فرق ہے حضور ﷺ کو بھی یہ پسند ہے کہ سب ایمان لے آئیں اور کوشش بھی کی ہے مگر ارادہ نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے ترجمہ ہی ایسا کر دیا کہ اعتراض کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن۔ دیکھنے میں یہ ترجمہ ہے حقیقت میں تفسیر ہے اسی لئے مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ خطاب اور توبیخ حضور ﷺ کے لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ حضور مخلوق کی ہدایت پر بہت حریص تھے اور رب تعالیٰ نے دوسرے مقام پر اس حرص کی تعریف فرمائی یہ حرص تو بہت محمود ہے حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔ سورہ توبہ آیت ۱۲۸) یہ حرص تو بہت محمود ہے اور عتاب محمود پر نہیں ہوا کرتا لہٰذا آیت کا مقصد یہ ہے کہ اے مسلمان! اللہ پر اعتراض نہ کر کہ اس نے سب کو ہدایت کیوں نہ دے دی۔ تفسیر نور العرفان)

کیا نبی کریم ﷺ کسی کو ہدایت نہیں دیتے؟ ایک گستاخ رسول لکھتا ہے ھدایت محمد ﷺ کے اختیار میں بھی نہیں۔ کیا گستاخانہ انداز ہے۔ اس کے بجائے اگر یہ کہا جاتا کہ آپ حقیقتاً ہدایت نہیں دیتے حقیقتاً ہادی اللہ ہے اور آپ ﷺ ظاہراً ہدایت دیتے ہیں چونکہ آپ ہدایت کا ذریعہ اور سبب ہیں اس لئے قرآن میں آپ ﷺ کو ہادی فرمایا گیا ہے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی کسی کو ہدایت نہ دے یا آپ کے ذریعے کسی کو ہدایت نہ ملے جبکہ آپ ہدایت دینے کے لئے ہی مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ ہم جو قرآن کو نہ سمجھ سکیں تو ہماری عقل کا قصور ہے قرآن سمجھنے کے لئے مفتی احمد یار خاں صاحب کی کتاب ,,علم القرآن،، کا مطالعہ ضروری ہے فرماتے ہیں۔

قاعدہ نمبرا جن آیات میں فرمایا گیا کہ نبی ہدایت نہیں کرتے وہاں مراد ہے اللہ کی مرضی کے خلاف اس کے مقابل ہدایت نہیں کرتے کہ رب جسے گمراہ کرنا چاہے، اور نبی ہدایت دے دینا ممکن ہے۔

قاعدہ نمبر۲ اور جہاں فرمایا گیا کہ نبی ہدایت دیتے ہیں وہاں مراد ہے باذن الٰہی ہدایت کرتے ہیں اللہ کی مرضی سے ہدایت کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا ﴿اِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ بیشک تم ضرور سیدھے راہ کی ہدایت دیتے ہو۔ (سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲ پارہ ۲۵ رکوع ۶)

نفی کا محمل یہ ہے کہ آپ کسی دل میں ہدایت پیدا نہیں کرتے اور ثبوت کا محمل یہ ہے کہ آپ اللہ کی پیدا کی ہوئی ہدایت نافذ کر دیتے ہیں، یا آپ خلقاً ہدایت نہیں دیتے کسباً ہدایت دیتے ہیں یہ کیسے جاہل لوگ ہیں ایک طرف کہتے ہیں کہ حضور ﷺ حسی نور نہیں صرف ہدایت کا نور ہیں دوسری طرف

اس کا انکار کردیتے ہیں کہتے ہیں وہ ہدایت بھی نہیں دیتے تو اس کا مطلب کیا ہوا کہ نہ حسی نور ہیں نہ معنوی اور نہ ہدایت کا نور تو گویا انہوں نے کچھ بھی نہیں مانا اور یہ قرآن کا آیت کا انکار ہے رب فرماتا ہے کہ ہدایت دیتے ہیں یہ کہتے ہیں نہیں دیتے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کی یہ سزا ملی کہ اللہ کے مقابلہ میں آ گئے اسی لئے اعلحضرت نے ان کو بیوقوف کہا اور سچ کہا ہے۔ عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

اللہ فرماتا ہے ﴿ہم نے اس کتاب کو تمہاری طرف نازل کیا تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاؤ اپنے رب کے حکم سے﴾ (سورہ ابراہیم آیت ا پارہ ۱۳ ارکوع ۱۳) آپ ﷺ جس کو نورِ اسلام کی طرف لائیں گے اس کو ہدایت دیں گے۔ فرمایا ﴿اِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴾ بیشک تم ضرور سیدھے راہ کی ہدایت دیتے ہو۔ (سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲ پارہ ۲۵ رکوع ۶)

اگر کوئی غیر مسلم ان پر اعتراض کردے کہ قرآن میں اختلاف ہے لہذا یہ اللہ کا کلام نہیں ایک جگہ ہدایت دینے کا ذکر ہے اور دوسری جگہ نہ دینے کا (معاذ اللہ) تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں کیونکہ یہ صرف منفی آیات کو مانتے ہیں اور مثبت آیات کے منکر اور ان کو چھپاتے ہیں ان آیات کو عوام کے سامنے کبھی نہیں پڑھیں گے۔ سنیوں پر کوئی اعتراض نہیں ان کا عقیدہ واضح ہے کہ ,,ذاتی ہدایت کی نفی اور عطائی ہدایت کا ثبوت بات ختم،، آپ ان سے سوال کریں کہ کعبہ ہدایت اور نفع دیتا ہے یا نہیں؟ اگر کہیں نہیں تو قرآن کا انکار ہے اور اگر کہیں ہدایت دیتا ہے۔ تو سوال کریں کعبہ خالق ہے یا مخلوق؟ خالق کہہ نہیں سکتے مخلوق مانتے ہیں تو پتہ چلا مخلوق ہدایت دے سکتی ہے مخلوق کی طرف ہدایت اور نفع دینے کی نسبت کرنا صحیح اور قرآن سے ثابت ہے تو اب بتاؤ تم یہ بھی مانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں اب انصاف کرنا آخر ایک دن مرنا ہے ایک عام مخلوق تو ہدایت اور نفع دے یعنی پتھر جس میں روح بھی نہیں تو جو ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ اور جس کے لئے ساری کائنات کو پیدا کیا گیا وہ ہدایت اور نفع نہ دے اور اس کو ہادی اور نافع ماننا شرک ہو یہ مذہب ہے کہ ایکسیڈنٹ ہے۔

امام اہل سنت فرماتے ہیں خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

خدارا ابھی وقت ہے توبہ کرو اپنا ایمان بچاؤ عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے مومن کے لئے ایک آیت بھی کافی ہے۔

تقدیر امم کیا ہے کوئی کہہ نہیں سکتا مومن کی فراست ہو تو کافی اشارہ

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

انداز بیاں گرچہ شوخ نہیں ہے

شاید کے اتر جائے تیرے دل میں میری بات (اقبال)

کعبہ بھی ہادی ہے ﴿بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے ﴿مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ برکت والا اور سارے جہان والوں کا ہادی﴾ سورہ آل عمران آیت ۹۶ پارہ ۴ رکوع ۱) کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایک پتھر کو ہادی کہا جائے لیکن نبی کریم ﷺ کے ہادی ہونے کا انکار کیا جائے۔ وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے (امام احمد رضا)

﴿اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ﴾ اور تم تو ڈر سنانے ہو اور ہر قوم کے ہادی ہو۔ (سورہ الرعد آیت ۷ پارہ ۷ رکوع ۷) وہابی دل کے

اندھے ہیں جنہیں یہ تین آیات نظر نہیں آ رہی ہیں۔ اور شور مچائے جا رہے ہیں نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا تھا یہ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

علامہ اقبال نے اسی لئے کہا تھا خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق مُبارَکْ کا معنی ہے نفع دینے والا اگر اس معنی کو یہ تسلیم نہ کریں تو قرآن میں واضح موجود ہے لوہا نفع دیتا اور لکڑی نفع دیتی ہے لیکن نبی کریم ﷺ کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کوئی نفع نہیں دے سکتے۔ اللہ فرماتا ہے ﴿اور ہم نے اتارا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے﴾ سورۃ الحدید آیت ۲۵ پارہ ۲۸) اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے۔ سورہ بقرہ ۱۶۴ پارہ ۲) یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کو سب سے افضل مانتے ہیں بلکہ یہ لکڑی اور لوہے کو نبی سے افضل مانتے ہیں (معاذ اللہ)

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی منکرو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

''الحقیقہ'' ایمان کی حفاظت کرتا اور گمراہی سے بچاتا ہے

س جناب حافظ صاحب! اس وقت میرے سامنے فروری کا الحقیقہ ہے وہ میں پڑھ رہا ہوں اللہ کا شکر ہے کہ مجھے الحقیقہ مل گیا ورنہ میرے مائینڈ میں کچھ ایسی باتیں آ رہی تھیں جو مجھے گمراہ کر رہی تھیں الحقیقہ کے مطالعہ سے حقیقت واضح ہوگئی اور میرے consopt clear ہوگئے اللہ تعالی الحقیقہ لکھنے والوں کو تا قیامت سلامت رکھے اور ان کا فیض و مشن جاری و ساری رہے۔ حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے۔ ایک وہابی نے سر عام بینر لکھ کر بازار میں لٹکایا ہوا تھا کہ ,,حضرت ابو بکر اور باقی صحابہ نے میلاد کیوں نہ منایا،، جو پولیس نے اترا دیا۔ آپ نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر لکھنا کیا علم غیب اور غیب کی خبر دینے میں کوئی فرق ہے۔ میں نے ایک جگہ پڑھا ہے کہ جمعہ سے پہلے چار سنت ثابت نہیں اگر پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں اور کسی جگہ پڑھا ہے کہ یہ سنت مؤکدہ ہیں ان کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ (سمیع اللہ From khudai narowal)

ج ماشاء اللہ بھائی سمیع اللہ صاحب بڑی خوشی کی بات ہے کہ میرے شیخ کریم حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمہ اللہ کا فیض ,,الحقیقہ،، کی صورت میں آپ تک بھی پہنچ گیا جس سے میں اور ہزاروں لوگ کافی عرصہ سے سیراب ہو رہے ہیں الحمد للہ یہ آپ کی کرامت ہے جس کا مشاہدہ وصال کے چھ سال بعد بھی کیا جا رہا ہے یہ انقلابی اور اسم بامسمی رسالہ ہے علم و عمل سے ہمارا دامن خالی ہے اللہ کرے یہ ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے کسی ایک آدمی جان بچانا پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف ہے اور کسی کا ایمان بچانا پوری انسانیت کے ایمان بچانے کے مترادف ہے ایمان جان سے زیادہ قیمتی ہے بعض مخیر حضرات الحقیقہ کافی تعداد میں لیکر مفت تقسیم کرتے ہیں اور لوگوں کے ایمان بچانے کا ذریعہ بن رہے اللہ ان کی اس نیکی کو قبول فرما کر صدقہ جاریہ بنا دے۔ تو بھائی جان عرض یہ ہے کہ آپ تک پہلا رسالہ پہنچا ہے ان موضوعات پر بڑی تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے اور آپ نے وہ رسائل پڑھے ہوتے تو ان سوالوں کی ضرورت نہ پڑتی بہرحال آپ کہتے ہیں تو مختصر جواب دے دیتا ہوں۔ میلاد شریف کا بیان تو جنوری کے رسالہ میں بھی آ چکا ہے وہ آپ منگوا لیں۔ میلاد شریف ہمارے نزدیک مستحب عمل ہے فرض اور واجب نہیں کریں تو ثواب نہ کریں تو کوئی گناہ نہیں۔ جیسے انگوٹھے چومنا کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھنا وغیرہ

محفل میلاد اور انگوٹھے چومنا شرعاً یہ سب مستحب عمل ہیں۔

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول قاسمی آف سرگودھا لکھتے ہیں: کسی مستحب کام کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نص کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔قطعیت کے ساتھ ثابت ہونے والا حکم تو فرض ہوتا ہے۔مستحب کام کے لئے قرآن کا سرسری حکم اور اشارہ کافی ہوتا ہے یا مستحب کام کے لئے حدیث ضعیف بھی کافی ہوتی ہے اور اگر قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہ مل رہا ہو تو اس کے لئے محض علماء ومشائخ کا اسے اچھا سمجھنا کافی ہوتا ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کام کو مومن اچھا سمجھیں وہ اللہ کو بھی اچھا لگتا ہے(موطا امام محمد ص ۱۴۴)

جو لوگ میلاد کے ثبوت کے لئے قرآن کی قطعی الدلالت آیت یا تصریح اور عبارت کا مطالبہ کرتے ہیں انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ دلیل ہمیشہ دعوی کے مطابق طلب کی جاتی ہے۔ہمیں ان لوگوں کے نالائق ہونے میں کوئی شک نہیں۔(جواز الاحتفال ص ۲)

صحابہ کی بات کیا پوچھتے ہو خود نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے میلاد بیان کیا اور فرمایا: بیشک میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب میں خاتم النبیین (لکھا ہوا) تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اس کی تاویل بتاتا ہوں، میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت ہوں جو انہوں نے اپنی قوم کو سنائی تھی اور میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے اُن کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔(احمد حدیث (۱۶۷۱۲) مشکوۃ حدیث: ۵۷۵۹ کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین)

کوئی عمل صحابہ کے نہ کرنے سے ناجائز نہیں ہوتا اگر ناجائز ہے تو بتاؤ کس صحابی نے ختم بخاری شریف دلایا تھا یا یوم فاروق اور یوم عثمان منایا تھا وہابی اور دیوبندی یہ دونوں کام کرتے ہیں اگر انہوں نے نہیں منایا تو تم کس دلیل سے ختم بخاری دلا کر اور صحابہ کے یوم منا کر اور حکومت سے سرکاری طور ان کے دن منانے کا مطالبہ کر رہے ہو۔جب تم ان ایام کو منا کر بدعتی نہیں تو ہم ان کے آقا کا دن منا کر بدعتی کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھ کر اس دن کو منایا۔اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ قَالَ: ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُّ فِیْہِ وَیَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میری پیدائش ہوئی، اس دن مجھے مبعوث کیا گیا یا اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔(مسلم حدیث ۱۱۶۲ کتاب الصیام، مشکوۃ حدیث: ۲۰۴۵ کتاب الصیام باب صیام التطوع) ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُّ فِیْہِ میں حضور ﷺ نے اپنے میلاد کا ذکر فرمایا ہے اور صحابہ کرام نے بھی اس دن کو روزہ رکھنا شروع کر دیا اسی کا نام میلاد ہے۔تم تو سالانہ محفل میلاد پر چیختے ہو جب کہ صحابہ اور نبی کریم ﷺ نے ایک مہینے چار دفعہ میلاد منایا تو ایک سال میں کم از کم ۴۸ اڑتالیس محفل میلاد بنتی ہیں۔لیکن حیرت کی بات ہے پہلے تو یہ ہمیں میلاد منانے پر بدعتی کہتے تھے لیکن اب انہوں نے خود میلاد منانا شروع کر دیا ہے چنانچہ گذشتہ سال کے دیوبندیوں اور وہابیوں کے ,,میلاد مصطفیٰ کانفرس اور ولادت کانفرنس،، کے اشتہار ہمارے پاس موجود ہیں۔

اب وہابی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے خلاف جلوس نکال رہے ہیں صحابہ کرام کے زمانہ حضور ﷺ کے گستاخ نہیں تھے مگر کسی صحابی نے ریلی نکالی اگر ہمت ہے تو خاموشی کے ساتھ کسی گستاخ کا سر قلم کر کے دکھاؤ تم کسی گستاخ کو کیا مارو گے تم خود

گستاخ ہو یہ کام تو کوئی عاشق رسول یارسول اللہ کہنے والا کر سکتا ہے جیسے عامر چیمہ اور غازی ممتاز قادری ۔صحابہ نے اگر ریلی نہیں نکالی تو کیا وہابی صحابہ سے زیادہ عاشق رسول ہیں؟ ہر کام کو بدعت کہنے والے صحابہ کرام کا بھینس کا دودھ پینا ثابت کریں دودھ پینا چھوڑیں یا بدعت بدعت کی رٹ نہ لگائیں ان کو صرف میلاد اور جلوس میلاد سے تکلیف ہوتی ہے۔ ہم سنی شر پسند نہیں امن پسند ہیں ورنہ ہم بھی بینر لگا سکتے ہیں کہ بتاؤ کس صحابی نے شہید کا غائبانہ جنازہ پڑھا تھا یا گستاخوں کے خلاف جلوس نکالا تھا۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا　　　پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

صحابہ نے جو کام کیا ہے وہ تو ہم نے کرنا ہی ہے جو نہیں کیا وہ بھی کریں گے بشرطیکہ وہ کام شریعت میں منع نہ ہو صحابہ کرام نے قرآن پر اعراب زبر زیر پیش نہیں لگائے، نقطے نہیں لگائے اب کوئی ایسا قرآن پڑھ کر دکھائے وہابیوں کو اعراب اور نقطوں کے بغیر قرآن پڑھنا چاہئے ورنہ وہ بدعتی ہو جائیں گے مسجد کے مینار اور محراب صحابہ نے نہیں بنائے بھینس کی قربانی صحابہ نے نہیں کی اور اس کا دودھ بھی نہیں پیا اور کون سا وہابی ہے جو بھینس کا دودھ نہیں پیتا بلکہ وہابی اتنے خبیث ہیں کہ بیوی کا دودھ بھی پی جاتے ہیں۔ میں یہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ یہ شرارتی اور شر پسند ہیں اور اپنے آپ کو صرف قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے اور سنیوں کو بدعتی کہہ کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں لہذا عوام کے سامنے ان کی اصلیت ظاہر کرنا ضروری ہے تاکہ کوئی غلط فہمی میں نہ رہے۔ کوئی عورت ان خبیثوں کے ساتھ نکاح نہ کرے کوئی باپ اپنی اولاد ان سے نہ بیاہے ورنہ وہ دنیا آخرت میں ذلیل ہو گا۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتوی ملاحظہ ہو سوال: کسی شخص کو اپنی بیوی کا دودھ پینا حرام ہے یا حلال...... ﴿جواب: شیر زن کی حلت بالغ کے حق میں ثابت ہوتی ہے.........﴾ (فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۱۲)

یعنی بالغ کے لئے اپنی بیوی کا دودھ پینا حلال ہے اسی طرح اور مفہوم کا ایک فتوی وہابی مولوی نذیر حسین دھلوی نے بھی دیا ہے۔ (فتاوی نذیریہ ج ۳ ص ۱۵۸) کیا بیوی کو گائے بھینس بکری سمجھ رکھا ہے اپنا یہ شوق پورا کرنے کے لئے کوئی بکری پال لیں بیوی کو بیوی رہنے دیں ایک تیر سے دو شکار نہ کریں بچوں کے حق پر ڈاکہ نہ ڈالیں اللہ تعالی نے یہ نعمت بچوں کے لئے پیدا کی ہے خاوند کا اس پر کوئی حق نہیں۔ میلاد کو بدعت کہنے والوں اور قرآن و حدیث پر عمل کے دعویداروں نے یہ بدعت کہاں سے نکالی پڑھیں بخاری شریف یا صحاح ستہ اہل حدیث کے نام پر عوام کو دھوکہ مت دو۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار　　　اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم یوں فریاد کرتے　　　نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

وہابی چھپ کر موبائل کے ذریعے چیلنج کرتے پھر رہے ہیں یہ کام کس صحابی نے کیا؟ اب وہ ہماری باتوں کا جواب تمہارے کام کس حدیث سے ثابت ہیں۔ ہمارے علماء چھپ کر نہیں اعلانیہ ان کو دعوت عام دیتے ہیں کسی بھی مسئلہ پر ہم سے بات کر لو بات چل جائے گا بدعتی اور مشرک کون؟ عامل حدیث کون اور منکر حدیث کون؟

کتنے بے شرم ہیں بیوی کا دودھ پینے والے پچھوا چوہے کتا خنزیر سانپ لومڑی اور بجو کھانے والی قوم کس منہ سے اپنے آپ کو اہل حدیث کہتی ہے تمام حلال و حرام جانوروں کے پیشاب کو پاک کہنے والے کس طرح پاک ہو سکتے ہیں جن کی خوراکیں گندی ان کے عقیدے بھی گندے جو اندر جائے گا وہی باہر نکلے گا۔ نواب صدیق حسن ،وحید الزماں حیدر آبادی اور امام الوہابیہ قاضی شوکانی لکھتے ہیں: یَجُوزُ اِرْضَاعُ الْکَبِیرِ وَلَوْ کَانَ ذَا لِحْیَۃٍ لِتَجْوِیْزِ النَّظَرِ اور بڑے آدمی کو غیر عورت کا دودھ پلانا جائز ہے اگرچہ داڑھی والا ہوتا کہ اس

عورت کو دیکھنا جائز ہو جائے۔ (نزل الابرار ج ۲ ص ۷۷، کنز الحقائق ص ۶۷، الدر البہیہ ص ۲۴، روضۃ الندیہ ج ۲ ص ۷۸)

وہابیہ کے پسندیدہ کھانے: وہابیہ کے شیخ الحدیث مولوی نذیر حسین کے نزدیک الّو حلال ہے۔ (الحیات بعد الممات ص ۷۵)

بجو، چوہا اور لومڑی حلال ہے۔ (لغات الحدیث از وحید الزمان حیدر آبادی ۳-۸۵ کتاب ق، ۲-۲۶ کتاب س،)۔ جنگلی بلا اور جنگلی چوہا حلال ہے۔ گدھ، کوا، چمگادڑ اور سیہہ حلال ہیں۔ (کنز الحقائق ص ۱۸۶)

کچھوا حلال ہے۔ (ثناء اللہ امرتسری فتاوی ثنائیہ ۲-۱۰۷ طبع لاہور، لغات الحدیث از وحید الزمان حیدر آبادی ۲-۱۱۷ کتاب طبع کراچی)

تمام حلال اور حرام جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔ (وحید الزمان حیدر آبادی ،نزل الابرار ج ۱ ص ۹۴) بکری کتا اور خنزیر حلال ہے۔ (وحید الزمان حیدر آبادی، کنز الحقائق، ص ۱۸۵) منی اور عورتوں کی شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے۔ (وحید الزمان حیدر آبادی ،نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹) خنزیر اور کتے کا جوٹھا اور لعاب پاک ہے۔ (وحید الزمان حیدر آبادی ،نزل الابرار ج ۱ ص ۴۹)

وہابیوں نے کچھ بھی نہیں چھوڑا ان کے نزدیک صرف میلاد اور گیارھویں کہ حلوہ اور کھانا حرام ہے باقی سب کچھ پاک جو عورت وہابی کے ساتھ نکاح کرے اس کو گوشت کی کمی نہیں آئے گی اور کچھ نہیں تو کچھوا اگر نہ مل سکا تو چوہا تو مل ہی جائے گا کوئی سنی وہابیوں کی دعوت قبول نہ کرے کیا پتہ اس نے چوہے پکائے ہوں۔ اگر کسی گھر میں چوہے زیادہ ہو جائیں تو بلی کی ضرورت نہیں کسی بھی وہابی کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

صحابہ کا ایک بہانہ ہے ورنہ یہ صحابہ کرام والے کام نہیں کرتے بلکہ ان کے کاموں کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ دیکھو صحابہ کرام نے نعرہ رسالت یا رسول اللہ لگایا ہے (مسلم کتاب الہجرہ) یہ اس کو شرک کہتے ہیں ان کا صحابہ سے کیا تعلق کوئی صحابی ایسا نہیں جس نے اذان کے بعد درود شریف نہ پڑھا ہو نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا دیا تھا کہ وہ اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا مانگیں (مسلم مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب الاذان حدیث 657) یہ اذان کے بعد درود شریف کو بدعت کہہ کر روکتے ہیں ان کا صحابہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے صحابہ کرام تو نبی کریم ﷺ کے وضو کا پانی بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے اور آپ ﷺ کے تبرکات اور بالوں سے شفا حاصل کرتے تھے اور یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کوئی نفع نہیں دے سکتے قرآن تو کہتا ہے کہ نبی کے جسم کے ساتھ جو کپڑا لگ جائے وہ بھی دافع البلا بن جاتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر لگا تو ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں (سورۃ یوسف آیت ۹۳) پڑھ لیں جب نبی کے ساتھ لگنے والے کپڑے میں یہ برکت ہے تو پھر نبی کی ذات کا کیا کہنا

علم غیب: ﴿تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ﴾

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں (سورہ ہود آیت ۴۹)

اللہ تعالی نے ہمارے نبی ﷺ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم مفصل حالات بتائے اور حالات بتانے کے بعد فرمایا: ,,یہ غیب کی خبریں ہیں،، سورہ ہود ۴۹) اور آپ ﷺ کو معلوم ہو جانے کے بعد بھی اس پر غیب کا اطلاق فرمایا کیونکہ ماضی کے اعتبار سے وہ غیب ہے، جیسے کوئی ماسٹر پڑھانا چھوڑ دے پھر بھی اس کو ماسٹر صاحب کہتے ہیں کیونکہ ماضی میں وہ ماسٹر تھا اور اس کو اسی اعتبار سے ماسٹر کہا جاتا ہے۔ جو متقین اللہ تعالی فرشتوں، قیامت، جنت و دوزخ پر ایمان لائے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بتلانے سے ہی ان چیزوں کو جانا اور مانا ان کے متعلق اللہ تعالی نے فرمایا ﴿الذین یؤمنون بالغیب﴾ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ (سورۃ البقرہ ۳) اس آیت میں جنت و دوزخ وغیرہ ان چیزوں پر غیب کا اطلاق فرمایا گیا ہے جو متقین کو پہلے بتا دی گئی تھیں، اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز

بتادی جائے یا جس کی خبر دے دی جائے وہ غیب نہیں رہتی، ان کا یہ کہنا ان آیتوں کی روشنی میں غلط ہے، دراصل یہ اعتراض غیب کی تعریف سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔غیب کی تعریف یہ ہے کہ جس چیز کو حواس خمسہ اور بداہت عقل سے نہ جانا جاسکے وہ غیب ہے، اس چیز کے جاننے کا ذریعہ یا عقل سے غور وفکر کرنا ہے جیسے اللہ تعالی کی ذات وصفات، قیامت اور جنت و دوزخ اور یا اس کے جاننے کا ذریعہ مخبر صادق کی خبر ہے جیسے نبی کریم ﷺ ہمیں جنات اور فرشتوں کی خبر دی۔

اور غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ غیب ہے جس کے جاننے کا کوئی ذریعہ ہو مثلا عقل سے غور وفکر کرنا یا مخبر صادق کی خبر ہے یہ غیب عطائی ہے۔اور ایک وہ غیب ہے جس کے جاننے کا کوئی ذریعہ نہ ہو یہ غیب ذاتی ہے جیسے اللہ تعالی کی معلومات غیر متناہیہ۔

اسی طرح یہ کہنا بھی علمی طور پر غلط ہے کہ نبی کریم ﷺ کو غیب کی خبروں کا علم ہے علم غیب نہیں کیونکہ علم کے حصول کے تین ذرائع ہیں: حواس، عقل سلیم اور خبر صادق تو نبی کریم ﷺ کو مخبر صادق سے غیب کی خبروں کا علم ہو گیا تو آپ کو غیب کا علم ہو گیا، البتہ چونکہ غیب سے متبادر غیب ذاتی ہوتا ہے اس لئے یوں نہیں کہنا چاہئے کہ آپ کو علم غیب ہے بلکہ یوں کہیں کہ آپ کو غیب کا علم دیا گیا ہے، اسی طرح آپ کو عالم الغیب کہنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ عرف اور شرع میں عالم الغیب کا لفظ اللہ عزوجل کے ساتھ مختص ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آپ ﷺ مطلع علی الغیب ہیں۔(تفسیر تبیان القرآن ج۵ ص۵۶۱)

علم غیب کے بارے میں کچھ لوگ کہتے ہیں جبریل آتے تھے تو آپ کو کچھ علم ہو جاتا تھا ورنہ نہیں یہ بات درست نہیں نبی کریم ﷺ جبریل کے محتاج نہیں تھے اللہ کے محتاج تھے ہاں جبریل اپنی ڈیوٹی ادا کرنے میں نبی کریم ﷺ کے محتاج تھے نبی کریم ﷺ کو ایک ذرہ کا علم بھی ذاتی نہیں سارا عطائی ہے لیکن آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے بغیر بھی غیبی سوالوں کے جوابات دیئے ہیں اور معراج کی رات اللہ تعالی سے بلا واسطہ بھی احکامات اور قرآنی آیات حاصل کی ہیں اور مسجد نبوی شریف کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ﴿سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ﴾ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو ایک شخص نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔۔ بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظۃ حدیث ۹۰)،، جو چاہو مجھ سے پوچھ لو،، ایسا دعوی وہی کر سکتا ہے جس کو ہر چیز کا علم ہو اور ان کے سوال کرنے پر فوراً جواب دیا جبریل کا انتظار نہیں کیا۔ایمان والوں کے لئے ایک حدیث ہی کافی ہے۔اور مردناداں پر کلام نرم نازک بے اثر

جمعہ سے قبل اور بعد کی سنتیں: جن لوگوں کے پاس علم نہیں ہوتا ان کو علم حاصل کرنا چاہئے سوال کرنا چاہئے وہ بجائے پوچھنے کے جو چیز ان کے علم میں نہ ہو اس کا انکار کر دیتے ہیں۔چار حدیثیں پڑھ کر اپنے آپ کو شیخ الحدیث سمجھنا شروع کر دیتے ہیں کہ ساری احادیث یہی ہیں جو مجھے یاد ہیں۔جیسے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ سے پہلے چار سنت ثابت نہیں۔

ظہر سے پہلے چار سنت مؤکدہ اور ظہر کے بعد چار سنتیں ہیں دو مؤکدہ اور دو غیر مؤکدہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو ظہر سے پہلے چار رکعتوں پر اور اس کے بعد چار رکعتوں پر پابندی کرے اللہ اسے آگ پر حرام کر دے گا۔(ترمذی 428 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب السنن حدیث 1167)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت ترک نہیں فرماتے تھے۔(بخاری 1182)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ نے ظہر سے پہلے چار رکعت ادا نہ فرمائی ہوتیں تو انہیں فرضوں کے بعد ادا

فرماتے۔(ترمذی 426)اسی پر جمعہ کو قیاس کیا جائے گا کسی روایت میں نہیں کہ آپ ﷺ نے جمعہ سے پہلے سنتیں ادا نہ کی ہوں۔حضرت جبلہ بن سحیم سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر جمعہ کے بعد دو اور پھر چار رکعتیں۔(شرح معانی الاثار ج ا ص ۲۷۱ کتاب الصلاۃ باب التطوع بالیل والنہار)حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور اس کے بعد چار ان کے درمیان سلام سے تفریق نہیں کرتے تھے۔

(شرح معانی الاثار ج ا ص ۲۷۱ کتاب الصلاۃ باب التطوع بالیل والنہار) کیا صحابہ کرام نے وہ کام کرنا تھا جو ثابت ہی نہ ہو صحابہ کرام سنی تھے آپ کی طرح بدعتی نہیں تھے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت ادا کرے۔(مسلم 881 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب السنن حدیث 1166)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد نماز نہ پڑھتے حتی کہ لوٹ آتے تھے پھر اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے۔(بخاری 937 (مسلم 882 مشکوۃ کتاب الصلاۃ باب السنن حدیث 1161)

جمعہ کے بعد کے متعلق تین روایتیں ہیں دو چار اور چھ پہلی پر امام شافعی کا عمل اور دوسری پر امام ابوحنیفہ کا اور تیسری پر امام ابو یوسف کا۔ہم احناف قولی اور فعلی دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہوئے جمعہ کے بعد چھ رکعات ادا کرتے ہیں۔

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم:

س جناب محترم حافظ نصر اللہ مدنی صاحب السلام علیکم ہمارے ایک جاننے والے دوست ہیں انہوں نے اپنی بیوی کو اس کے شدید کے اصرار پر اسٹام پیپر پر تین طلاق دیں اور پھر ایک وہابی سے فتوی لیا جس میں وہابی مولوی نے لکھا کہ اسے صرف ایک رجعی طلاق ہوئی ہے جس میں وہ عدت کے اندر اندر رجوع کر سکتا ہے تو سائل نے رجوع کر لیا ہے اس کا رجوع کرنا صحیح ہے اب وہ میاں بیوی کی طرح زندگی بسر کریں شریعت کی طرف سے ان پر کوئی تاوان نہیں۔ اس کا فتوی عکس بھی آپ کو ارسال کر رہا ہوں بقول اس کے وہابی نے کہا ہے کہ تمام اہل سنت کو چیلنج ہے اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔تو آپ براہ کرام قرآن وحدیث صحابہ کرام ائمہ اربعہ کے اقوال کی روشنی میں اس کا تفصیلی جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔منجانب ل شاہدرہ شہزاد عطاری، کامران عطاری، راشد آسوی اور ڈاکٹر خالد صاحب

ج جناب شہزاد صاحب میں نے وہ فتوی پڑھا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں یہ فتوی قرآن وحدیث اجماع صحابہ، ائمہ اربعہ بلکہ سعودی عرب کے مفتیان، مصر کے مفتیان، دبئ، کویت اور خود غیر مقلدین کے چوٹی کے علماء کے فتاوی کے خلاف ہے اور مسلمانوں کے لئے زنا اور حرام کاری کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے

اور تین طلاق کو ایک قرار دینا یہود اور روافض کا مذہب ہے:اور تین طلاق کو ایک قرار دینا یہ یہود اور روافض کا مذہب ہے مسلمانوں کو یہودیوں اور رافضیوں شیعیوں سے کیا کام چنانچہ امام عامر الشعبی جو اکابر ائمہ تابعین میں سے ہوئے ہیں اور پانچسو صحابہ کرام کی ملاقات سے شرفیاب ہوئے، یہود وروافض کے معتقدات کی فہرست بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ﴿**والیھود لا یرون الطلاق ثلاثا شیئا وکذالک الروافضۃ**﴾ اور یہود (بیک وقت) تین طلاق کو مؤثر نہیں مانتے اور اسی طرح روافض بھی نہیں مانتے۔(کتاب السنہ للالکائی سیاق

، روی فی مخازی الروافض حدیث 2823 طبع دار طیبہ ریاض) اس روایت کو امام الوہابیہ ابن تیمیہ نے بھی بیان کیا مگر تین طلاقوں سے متعلقہ عبارت کو گول کر گئے (منہاج السنہ مقدمہ ص ۲۷)

جمہور شیعہ کا مذہب یہ ہے کہ یک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ ابوجعفر کلینی روایت کرتا ہے عمرو بن براء کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ سے کہا کہ ہمیں آپ سے اور آپ کے آباء سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب کوئی شخص ایک بار طلاق دے یا سو بار طلاق دے تو وہ ایک طلاق ہوتی ہے ابوعبداللہ امام جعفر صادق نے کہا مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح تمہیں پہنچا ہے۔ (شیعوں کی معتبر کتاب الفروع کافی ج ۶ ص ۷۱)

یہ مسئلہ روافض کی پہچان اور روافض کا ہی شعار رہا تا آنکہ ممدوح وہابیہ امام المنکرین شیخ احمد بن عبدالحلیم ،،ابن تیمیہ ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا۔ اہل اسلام کے طے شدہ اجماعی مسائل میں اس نے اختلاف کی راہیں نکالیں۔ صفات الٰہی کے بارے میں لایعنی دعوے کیے روضہ نبوی کی زیارت کے لئے سفر اور ذات نبوی سے توسل کو حرام و شرک بتایا اپنے ہم عصر علماء پر زبان طعن و تشنیع دراز کی، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کو گالیاں دی، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی شان میں زبان درازی کی۔ اکابر ائمہ دین سے لے کر صحابہ کرام تک کی غلطیاں گنوائیں جس کو میں پہلے بھی ،، الحقیقہ میں لکھ چکا ہوں ابن تیمیہ حنبلی المذہب کہلاتا تھا مگر امام احمد کے مبینہ، صریح فتوے اور مذہب کے برخلاف یہود و روافض کے مطابق اس نے فتوی دیا کہ ،، ایک مجلس کی طلاق مؤثر نہیں ہوتیں ،، بلکہ ایسی تین طلاقوں سے ایک صرف ایک رجعی واقع ہوتی ہے۔ اور کچھ شاذ و منکر و معلول روایتیں بھی اس کی دلیل میں پیش کردیں۔ پھر کیا تھا؟ بالخصوص مسئلہ طلاق پر رمضان ۷۱۹ھ کو ملک شام میں سخت ہنگامہ ہوا، اتنا زبردست شور برپا ہوا کہ الامان والحفیظ۔ اکابر ائمہ دین و چاروں مذہبوں کے بڑے بڑے علماء فقہاء و محدثین اور ارباب حکومت ،، ابن تیمیہ ،، کے فتنے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن تیمیہ کو سوار کرا کے دُرّے مار مار کر دمشق کی گلیوں اور بازاروں میں پھرایا گیا اور پھر قید کیا گیا۔ یہ شخص ابتداءً حنبلی تھا پھر حسب ضرورت و مصلحت کبھی تو حنبلی کہلاتا، کبھی شافعی، کبھی اشعری اور کبھی چاروں مذہبوں سے مکمل آزاد و بیزار، اور پکا لامذہب و غیر مقلد۔ (،، الدرر الکامنہ،، ابن حجر عسقلانی باب ہمزہ من اسمہ احمد ترجمہ (409(1-144-160)

دور جدید میں غیر مقلد و لامذہب وہابیوں نے ،، ابن تیمیہ،، کے اس مردہ فتوے میں جان ڈال کر اسے دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی اور ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ،، ابن قیم ،، کی کتابوں میں سے کچھ کٹی پٹی ہوئی، لولی لنگڑی دلیلیں چرا کر یہ مشہور کیا کہ یک وقت تین طلاق مؤثر نہیں ہوتیں، بلکہ اس سے ایک رجعی ہوتی ہے۔ چالاکی سے یہ شور بھی مچایا کہ یہ محدثین کرام کا مذہب ہے اور صرف فقہاء حنفیہ اس کے خلاف ہیں۔ حالانکہ یہ ان کا جھوٹ، دجل اور قبیح بہتان ہے۔ اہل علم پر واضح ہے کہ احناف، مالکیہ، شوافع، حنبلیہ، محدثین اور متقدمین ظاہریہ (وہابیہ) سمیت جمہور اہل اسلام کا یہی مذہب ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں سے تین ہی واقع ہوتی ہیں اور عورت حرام ہوجاتی ہے۔

گھر کی گواہی تین طلاقوں کو ایک طلاق سمجھنا محدثین کا مذہب نہیں آٹھویں صدی کی ایجاد ہے: ابن تیمیہ ایک عقیدت مند بہت بڑے وہابی عالم وہابیوں کے شیخ دوراں ابوسعید شرف الدین دہلوی ،، فتاوی ثنائیہ ،، پر تحریر کردہ تعاقب ،، شرفیہ،، میں نعرہ حق بلند کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: محدثین کی طرف مجلس واحد میں تین طلاق کو ایک شمار کرنے کی نسبت میں بھی کلام ہے۔ یہ سخت مغالطہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ

صحابہ، وتابعین وتبع تابعین سے لیکر، سات سو سال تک کے سلف صالحین، صحابہ وتابعین ومحدثین سے ,, تین طلاق کا ایک مجلس میں، واحد شمار ہونا،، ثابت نہیں۔ من ادعی فعلیه البیان بالبرهان جو اس کے خلاف دعوی کرے وہ دلیل کے ساتھ بیان کرے۔ (شرفیہ بر فتاوی ثنائیہ کتاب النکاح ایک مجلس کی تین طلاق 2-217)

ایک ورق آگے چل کر لکھتے ہیں: مجیب (ثناء اللہ امرتسری) نے جو لکھا ہے کہ ,, تین طلاق مجلس واحد کی، محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہے،، یہ مسلک صحابہ، تابعین، وتبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین، متقدمین کا نہیں ہے۔ یہ مسلک سات سو سال کے بعد (مزعومہ) محدثین کا ہے، جو ابن تیمیہ کے فتوے کے پابند (ومقلد) اور ان کے معتقد ہیں۔ یہ فتوی ابن تیمیہ نے ساتوی صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں صدی میں دیا تھا اس وقت کے علماء اسلام نے اس کی سخت مخالفت کی تھی۔

نواب امام الوہابیہ نواب صدیق حسن نے ,, اتحاف النبلاء،، میں لکھا: جب ابن تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں، ایک طلاق ہونے کا فتوی دیا، تو بہت شور ہوا ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے۔ ان کو اونٹ پر سوار کر کے دُرّے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی ، قید کیا گیا۔ اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت ,, روافض،، تھی۔ (اتحاف النبلاء،، ص ۳۱۸) اور سبل السلام شرح بلوغ المرام ص ۹۸ جلد ۲ اور ,, التاج المکلل،، مصنف نواب صدیق حسن ص ۲۸۶ میں ہے کہ امام شمس الدین ذہبی باوجود ابن تیمیہ کے شاگرد اور معتقد ہونے کے، اس مسئلہ میں سخت مخالف ہیں۔ (التاج المکلل،، ص289-288)

ہاں تو جب متاخرین علماء اہل حدیث (اکابر وہابیہ) عموماً ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم کے معتقد ہیں اس لئے وہ بیشک اس مسئلہ میں ابن تیمیہ سے متفق ہیں اور وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں۔ اور مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہ مذہب محدثین کا ہے اور اس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے اس لئے ہمارے اصحاب اس کو فوراً تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے خلاف کو رد کر دیتے ہیں۔ حلانکہ یہ فتوی یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا اور ائمہ اربعہ کی تقلید چوتھی صدی ہجری میں رائج ہوئی........ (شرفیہ بر فتاوی ثنائیہ کتاب النکاح ایک مجلس کی تین طلاق (220-219-2)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مذہب یہود وروافض اور وہابی فتوی: یہ امر قابل توجہ ہے کہ امت کے مسلمہ مجتہد اماموں کی تقلید کو بدعت وحرام وشرک کہنے کے خوگر ,, اہل حدیث،، کہلانے والے وہابی اس مسئلہ میں علمی وعملی طور پر اپنے امام ابن تیمیہ کے پکے مقلد واقع ہوئے ہیں۔ ابن تیمیہ سے پہلے کے سات سو سالوں کے بڑے بڑے ائمہ دین اصحاب صحاح ستہ (امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ) وتمام دیگر اکابر محدثین، وجمہور امت کا مذہب اور ان کی اتباع کتاب وسنت کی شان، یہ سب کچھ ان کی نظروں میں محض بے وقعت، اور ان کی مزعومہ شریعت کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب یہود وروافض کے عین مطابق وہ ایمان رکھتے ہیں کہ ,, ایک مجلس کی تین طلاقیں مؤثر نہیں ہوتیں،، اور ابن تیمیہ کی تقلید میں صرف ایک رجعی طلاق کے وقوع کا فتوی دیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں جہالت میں مبتلاء یا غفلت میں گرفتار، ایک مسلمان کے گھر میں عمر بھر کی بدکاری وحرام کاری کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اور اس لا متناہی برائی کے شیطانی وسماجی ثمرات بھی جلد رونما ہونے لگتے ہیں۔ اس کے بدکاری کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوگی تو آپ جانتے ہیں کہ اس کا حکم کیا ہوگا اگر وہ اولاد نبی کی گستاخی کرے تو کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی کیونکہ اس کا خمیر اور بنیاد

ہی غلط ہے۔ایسے فتووں سے وہابی علماء اپنے مذہب کو لوگوں کی نظروں میں پرکشش بنانا چاہتے ہیں۔عیسائیوں کی تثلیث کی طرح وہابیوں کا طلاق ثلاثہ کا مسئلہ سمجھ سے باہر ہے۔آپ کسی وہابی کے سر پر تین جوتے ماریں اور پھر پوچھیں کہ ایک جوتا ہوا یا تین اگر کہے ایک تو تین اور مارو اگر کہے کہ تین تو اس سے پوچھو کہ جوتے تین مارنے سے تین ہو جاتے ہیں تو طلاق تین بار دینے سے ایک کیسے ہوگئی؟

تین کو ایک قرار دینا اور اس پر بحث کرنا شیطانی کام ہے: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فرمایا: میں عالمِ رویا میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا دیکھا کہ حضور ﷺ جلوہ افروز ہیں اور محمد بن مالک صدفی بخاری شریف سنا رہے ہیں تو میں نے ایک مسئلہ دریافت کیا۔عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو کیا تین ہوں گی یا ایک رجعی ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خاوند کے کہنے کے مطابق تین ہوں گی۔میں نے عرض کیا۔یا رسول اللہ! بعض علماء کہتے ہیں کہ ایک واقع ہوگی۔فرمایا: انہوں نے جو ان تک دلائل پہنچے ہیں اس کے مطابق حکم لگایا ہے۔میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پوچھتا ہوں تو یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: تین طلاقیں واقع ہوں گی اور وہ عورت اس پر حرام ہوگئی حتیٰ کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔جب سرکار ﷺ نے یہ حکم فرمایا تو میں نے دیکھا کہ مجلس میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے بحث شروع کر دی اور وہ ابلیس تھا۔اس کے تکرار سے میں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ کا چہرہ انور سرخ ہوگیا۔گویا کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک پر انار نچوڑ دیا گیا ہو اور حضور ﷺ غضب ناک ہوگئے اور بلند آواز سے جھڑک کر فرمایا: کیا تم بدکاری کرانا چاہتے ہو؟ پھر حضور ﷺ نے بار ہا فرمایا: ,,یہ تین طلاقیں ہیں، یہ تین طلاقیں ہیں،، اس کے بعد بخاری سنانے والے نے بخاری شروع کر دی جب ختم ہوگئی تو حبیب خدا ﷺ نے دعا فرمائی پھر آنکھ کھل گئی (سعادۃ الدارین۔ص ۴۷۷) طلاق ثلاثہ پروفیسر سعید احمد اسعد فیصل آبادی ص ۲۲) اس مبارک خواب سے بھی وہابیوں پر نبی کریم ﷺ کی ناراضگی کا پتہ چلتا ہے اور ہماری بات کی تائید ہوتی ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو وہ تین ہی واقع ہوں گی اور وہ عورت حرمت غلیظہ سے خاوند پر حرام ہو جائے گی اور اگر کوئی شخص غیر مقلدین سے فتویٰ حاصل کر کے ایسی مطلقہ بیوی کو آباد کر لے تو ہمیشہ بدکاری ہوتی رہے گی جیسے طبرانی میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا: قیامت کے قریب زنا کی اولاد کی کثرت ہوگی۔اس پر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اولاد زنا کی کثرت کیوں ہوگی حالانکہ وہ مسلمان ہوں گے اس کے جواب میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے گا پھر وہ اکٹھے رہیں گے تو جب تک وہ خاوند بیوی کی طرح رہینگے زنا (بدکاری) ہوتی رہے گی۔(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۰۰) اسلامی بھائیوں دیکھو میرے نبی ﷺ کا علم غیب آپ چودہ سال پہلے جو خبر دی تھی آج اس کا ظہور ہو رہا ہے۔اور غور کریں جس مسئلہ پر سات سو سال تک عمل ہوتا رہا یعنی تین طلاق تین ہی تھیں اور اس پر سب مسلمانوں کا اتفاق رہا تو کیا سات سو سال بعد کوئی نئی شریعت آگئی ہے کیا صحابہ کرام ائمہ دین فقہاء عظام کو یہ دلائل نہ ملے جو غیر مقلدین پیش کرتے ہیں۔مسلمانوں ان وہابیوں سے خود بچو اور دوسروں کو بچاؤ ورنہ ساری عمر بدکاری ہوتی رہے گی اور تمہاری اولاد حرامی ہوگی اور گستاخ رسول پیدا ہوتے رہیں گے اور کسی بھی حرامی کا نکاح کسی حلالی سے ہوگیا تو وہ اسے بھی برباد کر دے گا کیونکہ برے کی صحبت کی بری اور آج کل لوگ دین تو دیکھتے ہی نہیں بس پیسہ دیکھتے ہیں۔

چند شر انگیز سوالات کے جوابات

(مصنف کتب کثیرہ جناب حضرت علامہ غلام مصطفیٰ مجددی صاحب (ایم اے علوم اسلامیہ))

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم ط

حضرت مولانا محمد عمران آسوی اور ان کے ایک دوست مورخہ ۲۸ مارچ ۲۰۱۳ کو شام کے وقت اس عاجز کے غریب خانے پر تشریف لائے اور کسی نامعلوم شر پسند کی طرف شر انگیز سوالات پر مبنی ایک صفحہ عنایت کیا اور فرمایا کہ اس صفحے کو وہابی دیوبندی حضرات کی طرف سے عام کیا جا رہا ہے، سادہ دل لوگ ان شر انگیز سوالات کو پڑھ کر بہت حیران بھی ہیں اور پریشان بھی ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے ان افراد کی دلجوئی اور اعتماد کی یکسوئی کے لئے آپ جوابات تحریر کر دیں۔ چنانچہ اس مذہبی فریضے کی بجا آوری کے لئے عاجز نے ان شر انگیز سوالات کے جوابات رقم کرنے کا شرف حاصل کیا ہے

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

کچھ مذکورہ صفحہ کے بارے میں: مذکورہ صفحات کے سوالات پر نامعلوم شر پسند کو ناز ہے اس لئے اس نے آخر میں لکھا ہے کہ "سوالات کا چیلنج" توڑنے والے کو 100000 روپے انعام دیا جائے گا۔ ہر بھائی رضائے الٰہی کے لئے اس کی تقسیم کر دے"

افسوس! پورے صفحے پر شر پسند کا نام اور پتہ درج نہیں۔ یہ کیسے بے اصل لوگ ہیں جو وطن عزیز میں انتشار اور افتراق کا طوفان کھڑا کرنا چاہتے ہیں، ایک طرف غیر ملکی قوتوں کے ہاتھوں کھلونا بن کر 40 ہزار بے گناہ اہل وطن کو قتل کر چکے ہیں اور دوسری طرف اس قسم کا گندا اور گھناؤنا لٹریچر عام کر کے لوگوں کو شکوک و شبہات میں دھکیل رہے ہیں۔ اس قسم کے لوگ تھے جن کے بارے میں قرآن پاک نے فرمایا ہے۔

جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد برپا مت کرو انہوں نے کہا ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں خبردار یہی لوگ فسادی ہیں اور ان کو شعور تک نہیں (سورۃ البقرۃ آیت ۱۲)

یاد رہے کہ منافقین کا فساد یہ تھا کہ وہ کفار کے ساتھ تعاون کر کے اور مسلمانوں کے راز ان پر ظاہر کر کے جنگ کی آگ بھڑکاتے تھے اور فتنوں کو جگاتے تھے جنگ کے نتیجے میں زمین پر لہلہاتے کھیت اجڑ جاتے تھے مال اور مویشی ہلاک ہو جاتے تھے اور انسانوں کا قتل ہوتا تھا (انوار تبیان القرآن صفحہ ۴ مطبوعہ لاہور) تاریخ ملت کو پڑھنے والے جانتے ہیں کہ منافقوں اور خارجیوں نے اسی قسم کی مذموم کوششوں سے ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اگر اس صفحہ مذکورہ کے راقم میں ذرہ برابر بھی غیرت ہوتی تو سامنے آکر بات کرتا ہمیں افسوس ہے ان لوگوں پر بھی جو اس قسم کے بے اصل لوگوں کے شر انگیز سوالات پر حیران اور پریشان ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت کافی نہیں کیا انہیں حضرت غوث جیلانی، حضرت علی ہجویری، حضرت خواجہ اجمیری، حضرت مجدد الف ثانی اور بے شمار اولیاء اور علماء کی

سرپرستی کافی نہیں ہم کوئی بے اصل اور لاوارث نہیں ہیں جو استعماری قوتوں کے آلہ کاروں کے ہاتھوں یرغمال ہو جائیں۔

ہجوم غم میں بھی آسی کو ہم نے مطمئن دیکھا
کہ اس کو شیخ کامل کی دعاؤں پر بھروسا ہے

ایک شرانگیز شعر کا جواب: صفحہ مذکورہ کے اوپر ایک شرانگیز شعر درج ہے کہ

گود عائشہ میں محمد ﷺ وفات پاگئے
شیطان کو جشن کی سوجھی صحابہ پر غم چھاگئے

ان شرپسند لوگوں کے بے اصل اور بے وزن عقیدے کی طرح یہ شعر بھی بے اصل اور بے وزن ہے بہر حال اس بے وزن شعر کا مدعا یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں وفات پاگئے ان کی وفات پر شیطان نے جشن منایا اور صحابہ کرام غمناک ہو گئے اس پر یہ ہمارا الزامی جواب ہے کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت پر کس نے غم منایا تھا یقیناً شیطان نے تو کیا جو لوگ جشن ولادت پر غم مناتے ہیں ان کا تعلق شیطان سے نہیں؟

تحقیقی جواب یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یوم ولادت ہے اس پر امت کے کثیر اور عظیم علماء کا اتفاق ہے جبکہ ۱۲ ربیع الاول آپ کا یوم وفات نہیں جیسا کہ شبلی نعمانی جیسے لوگوں نے تحقیق کی ہے کہ یوم وفات یکم ربیع الاول ہے یہی امام موسیٰ بن عقبہ امام لیث مصری اور امام سہیلی جیسے ارباب سیر سے مروی ہے (سیرت النبی جلد ۲ ص ۱۳۴) جب ۱۲ ربیع الاول کسی صورت بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یوم وفات نہیں تو پھر اس دن صدیوں کے بعد بھی غم منانے کا کیا مقصد ہے؟ کیا تین دن کے بعد سوگ کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟ پھر تمام امت مصطفےٰ کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بھی موت کا ذائقہ چکھا ہے، حضور عالم دنیا سے عالم برزخ میں تشریف لے گئے اس پردہ فرمانے پر صحابہ کرام غمناک ہو گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر دوسری موت وارد نہیں ہوگی (کثیر کتب سیرت) گویا موت اول کے ذائقے کے بعد آپ زندہ جاوید تھے اس لئے موت ثانی نہیں آسکتی ورنہ موت پر موت آنے کا کیا مقصد ہے؟

اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عقیدے پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام امت کاربند ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے مزار قدس میں زندہ جاوید ہیں ان کا مزار اقدس اعلیٰ ترین جنت ہے وہاں آپ تمام کائنات سے باخبر ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، جانتے ہیں۔ اس پر قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں اگر ان لوگوں کے شہدا "زندہ ہیں تو ہمارے رسول شہید صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیوں زندہ نہیں۔ کیا انہوں نے صحاح وسنن کی احادیث نہیں پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کرام کا جسم حرام کر دیا ہے ہر نبی زندہ ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹) تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں (مجمع الزوائد ۲۱۲ مسند ابی یعلیٰ ۱۲۷، حیات الانبیاء) وہابی اور دیو بندی حضرات کے پیر کامل قاضی شوکانی نے لکھا ہے کہ محقق علما کا یہ موقف ہے کہ حضور اپنی قبر میں زندہ ہیں اور امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں بے شک نبیوں کے جسم بوسیدہ نہیں ہوتے۔ دوسرے پیر کامل صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے، کہ اسمیں کوئی شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں (السراج الوہاج ۵۰۴) تیسرے پیر کامل مولوی اسماعیل سلفی نے لکھا ہے کہ اس امر پر اتفاق ہے کہ شہدا اور انبیاء زندہ ہیں برزخ میں عبادت تسبیح وتہلیل فرماتے ہیں۔ ان کو رزق بھی ان کے حسب حال اور حسب ضرورت دیا جاتا ہے (تحریک آزادی فکر صفحہ ۳۸۵) چوتھے پیر کامل

مولوی نذیر دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرات انبیاء کرام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ پانچویں پیر کامل مولوی وحید الزماں نے لکھا ہے کہ کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح سالم ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مع جسم صحیح وسالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں (سنن ابن ماجہ مترجم ۴۵۶)

ہمارا سوال ہے کہ جب تمام امت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم زندہ جاوید ہیں اور احوال امت سے خبردار ہیں تو بھی غم کیسا، افسوس کیوں، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کی ہے اور آپ باذن اللہ امت کے نگہبان ہیں عقل کے اندھوں کیلئے صرف ایک روایت درج ہے۔

''حضرت ابوعبیدہ بن جراح جب دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے قلعہ فتح نہ ہو رہا تھا۔ ایک دن عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے خواب میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ فرما رہے تھے ابوعبیدہ آج رات ہی شہر فتح ہو جائے گا پھر آپ جلد واپس جانے لگے تو انہوں نے واپسی کی وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے ابوبکر صدیق کے جنازے میں شامل ہونا ہے (فتوح الشام ۴۵۔۱) اللہ اکبر! ایسے زندہ نبی اور رسول مختار کا ہم کیوں نہ جشن میلاد منائیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری مشکل آسان فرماتا ہے اور ہمیں مسرت کی نوید سناتا ہے۔

شر انگیز سوالات کے جوابات

اب صفحہ مذکورہ پر درج شر انگیز سوالات کے مختصر جوابات بیان کئے جاتے ہیں اللہ کریم سمجھنے کی توفیق مرحمت فرمائے

سوال نمبر ۱: وہ کون سے رسول یا صحابہ تھے جو قوالی کرواتے تھے؟

اس شر انگیز سوال کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ وہابی اور دیوبندی حضرات اپنے جلسوں اور اجتماعوں میں جہادی ترانے پڑھتے ہیں اور نظمیں گاتے ہیں وہ کونسا رسول یا صحابی ہے جس نے ان جہادی ترانوں اور نظموں کا آغاز کیا ہے؟ اگر غیرت ہے تو ایک ایک ترانے کا کسی رسول یا کسی صحابی سے حوالہ ثابت کیا جائے ورنہ اس قسم کے شر انگیز سوال سے اجتناب کیا جائے۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ اگر قوالی سے مراد مختلف مزامیر کے ساتھ قوالی ہے تو اسکو امت مصطفےٰ کے کثیر اور عظیم علماء نے مسترد کر دیا ہے۔ سابقہ چشت اہل بہشت نے بھی مسترد کر دیا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے ملفوظات سے ثابت ہے ان حقائق سے یکسر چشم پوشی کرتے ہوئے اس قسم کا سوال داغ دینا کونسی شرافت ہے اور اگر بغیر مزامیر کے قوالی مراد ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام اشعار کی صورت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت میں اپنے جذبات کا اظہار کیا کرتے تھے کیا احادیث وتواریخ کی کتابوں میں حضرت حسان، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے اکابر کا کلام موجود نہیں نامعلوم شر پسند ہمارے سامنے آئے تو ہم اسکو جوابات دینے کیلئے تیار بھی ہیں اور بیقرار بھی ہیں، ارے ظالم کیا مدینہ طیبہ کے غیرت مند باسیوں نے طلع البدر علینا کا ترانہ نہیں پڑھا تھا؟

سوال نمبر ۲: وہ کون سے صحابی تھے جنھوں نے اذان سے پہلے صلوٰۃ پڑھی؟

اس شر انگیز سوال کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ وہ کون سے صحابی تھے جنھوں نے اذان سے پہلے صلوٰۃ روکی جب اذان سے پہلے صلوٰۃ کی حرمت قرآن، حدیث اور صحابہ سے ثابت نہیں تو یہ شر پسند کون ہے جو مباح اور بابرکت عمل کو اپنی دھونس دھاندلی سے روکنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

مطلقاً فرمایا ہے اے ایمان والو، تم بھی نبی اکرم پر درود پڑھو اور خوب خوب سلام بھیجو (سورۃ الاحزاب) اس آیت میں وقت کی قید کہاں لگائی گئی ہے گویا مسلمان جب چاہیں، جس وقت چاہیں، جتنا چاہیں، جس طرح چاہیں درود سلام پڑھ سکتے ہیں۔ اس حکم مطلق کو مقید اور مخصوص کرنے کے لئے نص قطعی کی ضرورت ہے جس کو کوئی انسان پیش نہیں کر سکتا لہذا خدارا اس شرانگیزی کو ختم کیا جائے اور درود و سلام کو بند کرنے کی مذموم حرکت نہ کی جائے۔ حدیث پاک ہے۔

كل امر ذى بال لا يبتدافيه بحمد الله ولصلوة على فهو اقطع ابتر ممحوق من كل بركة

ہر شاندار کام جو اللہ کی حمد اور مجھ پر درود سے شروع نہ کیا جائے وہ نامکمل اور بے برکت ہوگا۔ (الجامع الصغیر ۱۳۹۱ القول البدیع ۲۴۶، بزاز ۳۱/۴)

ہمارا سوال ہے کہ کیا اذان شاندار عمل نہیں اگر ہے تو کیا اسکا آغاز بھی حمد خدا اور درود مصطفےٰ سے شروع ہونا چاہئے یا نہیں؟ ہمارا تو صحابہ کرام کے متعلق بھی حسن ظن ہے کہ وہ اذان کا آغاز اس مبارک عمل سے کرتے تھے۔ جو کہتا ہے کہ وہ خود بھی نہیں کرتے تھے اور ایسا کرنے والوں کو روکا بھی کرتے تھے تو اس کے ذمے کسی روایت کا حوالہ پیش کرنا فرض ہے لاؤ کوئی دلیل اگر تم سچے ہو، تفصیلی جواب نامعلوم شر پسند کی ملاقات پر منحصر ہے۔

سوال نمبر ۳: وہ کون سے صحابی تھے جنھوں نے اپنے گھر محفل میلاد کروائی؟

اس شرانگیز سوال کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ وہ کون سے صحابی تھے جنھوں نے اپنے گھر اہل حدیث کانفرنس، سیرت النبی کانفرنس، جشن دیوبند، تبلیغی اجتماع کی محفل، محفل نزول قرآن وغیرہ کا انعقاد کیا تھا اگر غیرت ہے تو سامنے آکر اس صحابی کا نام اور کتاب کا حوالہ پیش کیا جائے ورنہ اپنی زبان بند رکھی جائے مسلمانوں کا دل دکھانا انسانیت نہیں۔

تحقیقی جواب یہ کہ محفل میلاد سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد کے واقعات، آپ کے کمالات معجزات اور عظیم درجات کے ذکر کی محفل ہے، احادیث و تواریخ کی کتابوں میں بے شمار حوالے درج ہیں۔ یہ عالی شان روایت دیکھئے۔

''صحابہ کرام کا اجتماع تھا، حضور اکرم نے پوچھا **ما اجلسکم** ، یہ جلسہ کیسا ہے۔ انہوں نے عرض کیا، جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی ما ھدانا لدینہ ومن علینا بک ہم اللہ کی حمد کرنے بیٹھے ہیں کیوں کہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت دی اور آپ کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا آپ نے فرمایا ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکہ بیشک اللہ نے تمہارے عمل پر فخر فرمایا ہے۔ (طبرانی کبیر ۱۹/۳۱۱، مسند احمد ۴/۹۲)

ایسی بہت سی روایات موجود ہیں جن میں صحابہ کرام نے نظم و نثر کی صورت میں عظمت مصطفےٰ کا اظہار کیا، حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ ولادت رسول کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محافل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں خوشی سے کھانے پکاتے ہیں، صدقات کرتے ہیں اور میلاد نبی کا تذکرہ کرتے ہیں (مواہب لدینہ ۱/۱۳۹)

ارے ظالم دیکھ آنکھیں کھول کر دیکھ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کے جم غفیر میں کس طرح اپنا ذکر میلاد فرما رہے ہیں:

''میں اللہ کا بندہ ہوں اس وقت سے بھی خاتم النبیین ہوں جب حضرت آدم گارے میں تھے، میں حضرت ابراہیم کی دعا ہوں، حضرت عیسٰی کی بشارت ہوں اپنی والدہ کا چشم دید واقعہ ہوں جو انہوں نے دیگر انبیاء کی ماؤں کی طرح دیکھا انہوں نے میری ولادت کے وقت نور دیکھا جس کی چمک سے ملک شام کے محلات دکھائی دیئے (مشکوۃ ۵۱۳، مسند احمد ۴/۱۲۷، مستدرک ۲/۴۰۰ دلائل النبوہ ۱/۸۰) کاش بخاری شریف سر پر اٹھا کر پھرنے والے یہ روایت بھی دیکھ لیتے، جس میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام کے سامنے منبر پر جلوہ گر ہونا اور حضور اکرم کی مدحت کرنا موجود

ہے (صحیح بخاری ۱/۲۵۶) پھر غزوہ تبوک سے واپسی پر حضرت عباس نے تیس ہزار صحابہ کے اجتماع میں حضور اکرم کے نور مبارک کے منتقل ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ (مستدرک ۳/۳۲۷ دلائل النبوہ ۵/۲۶۸، نسیم الریاض ۲/۲۰۵)

اگر نا معلوم شرپسند کے نزدیک محفل میلاد کے عنوان سے کوئی محفل نہیں ہوئی تو ہمارا تقاضا ہے کہ پھر اہل حدیث کانفرنس، سیرت النبی کانفرنس، اور جشن نزول قرآن کے نام سے بھی کوئی محفل نہیں ہوئی اگر وہ کہے کہ انکی ان محفلوں کا مقصد ذکر خدا اور ذکر مصطفےٰ ہے تو ہم بھی کہیں گے ہماری محفل میلاد کا مقصد بھی ذکر خدا و مصطفےٰ ہے اگر وہ حرام نہیں تو یہ حرام کیوں؟

سوال نمبر ۴: وہ کون سے صحابی تھے جو گیارھویں کا ختم دلواتے تھے؟

اس شرانگیز سوال کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ تمام غیر مقلد حضرات "ختم بخاری" بڑے اہتمام سے منعقد کرتے ہیں۔ وہ کون سے صحابی تھے جو بخاری کا ختم کرواتے تھے؟

تحقیقی جواب یہ ہے کہ گیارھویں شریف کے ختم سے مراد ایصال ثواب ہے اور ایصال ثواب پر امت کا اتفاق ہے صدیق حسن بھوپال نے لکھا کہ جس کے پاس ختم قرآن یا تہلیل ہو، اس سے کہے کہ دس بار قل ھو اللہ احد مع بسم اللہ پڑھے پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے پھر دس بار سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ، پھر دس بار اللھم اغفرہ وارحمہ پڑھے، پھر ہاتھ اٹھا کر سورۃ فاتحہ بلند آواز سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن و ختم تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا، لوگ حلقے کے یوں کہیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، (کتاب الداؤ الدوا، صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ لاہور)

کیا اس تلقین پر کوئی بے باک شرپسند اپنے مورث اعلیٰ پر بدعتی کا فتویٰ صادر کر سکتا ہے دوسرے مورث اعلیٰ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی مردے کی طرف سے قرآن خوانی جائز قرار دیا ہے (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۵۴۵ مطبوعہ ممبئی)

ارے ظالم! کیا تم نہیں جانتے کہ ایک صحابی نے تو کھجوروں کے باغات اور پانی کے کنوؤں کا ثواب اپنی والدہ کو پیش کیا ہے۔ ایک صحابی نے سو اونٹ یا سو غلام اپنے والد کے ایصال ثواب کے لئے پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے اگر کوئی شرپسند کہے کہ لفظ گیارھویں ان سے ثابت نہیں تو ہم کہیں گے کہ لفظ کانفرنس، اجتماع، جشن دیوبند، سالانہ اجلاس، دستار فضیلت کے عنوانات بھی ان سے ثابت نہیں ہیں تو حوالہ پیش کیا جائے۔؟

گیارھویں شریف کی محفل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ جیسے شیخ الاولیاء نے منعقد فرمائی وہابی حضرات ان کے رفع یدین بیان کرتے ہیں تو ان کی محفل گیارھویں شریف سے کیوں چڑ ہے؟ وہ بھی منعقد کیا کریں۔

سوال نمبر ۵: حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عرس کس صحابی نے منایا؟

اس شرانگیز سوال کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت کا جلسہ کس صحابی نے سجایا؟ مودودی کی برسی کس صحابی نے منعقد کی؟

تحقیقی جواب یہ ہے کہ بزرگان دین کے عرس کا مقصد بھی ان کا ذکر پاک ہے وہ عرس کے نام سے کیا جائے یا برسی کے نام سے، حدیث پاک ہے انبیاء کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔ عرس کا لفظ نم کنومۃ العروس کے الفاظ سے ثابت ہے جبکہ تمہارے جلسوں کے

نام تمہارے اپنے خود ساختہ اور خود کاشتہ ہیں۔حضور اکرم ﷺ احد کے شہیدوں کے مزارات پر ہر سال کے شروع میں تشریف لے جاتے تھے۔صحابہ کرام بھی ان کے ہمراہ ہوتے تھے یہی عمل حضرات خلفاراشدین نے بھی اپنایا،وہ سب ان پر سلام بھیجتے تھے،گویا یہی عرس کی اصل ہے اگر کسی عرس پر بعض ناپسندیدہ چیزوں کا ارتکاب نظر آتا ہے تو اس کا جواز علما سے ثابت نہیں،باغ سے کانٹے دور کریں،باغ تو نہ کاٹیں،ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی اڑائیں ناک تو نہ کاٹیں۔اگر کچھ خرافات نظر آتی ہیں تو سب کا فرض ہے کہ ان کو دور کیا جائے،عرس کو ختم کرنا کونسی شرافت ہے۔ایسی خرافات تو ان معترض حضرات کے جلسوں میں بھی نظر آئی ہیں۔مثلاً جشن دیوبند میں اندرا گاندھی نے علانیہ صدارت کی اور علمائے دیوبند اس کے چرنوں میں دکھائی دیئے۔

سوال نمبر ۶: میلاد کا جلوس کب نکلا اور کس صحابی نے قیادت کی؟

اس شر انگیز سوال کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ آج کل تمام وہابی دیوبندی حضرات لانگ مارچ کر رہے ہیں،ٹرین مارچ کر رہے ہیں،صحابہ کرام کی یاد میں جلوس نکال رہے ہیں طرح طرح کی مذہبی ریلیاں منعقد کر رہے ہیں،ان کا آغاز کب ہوا اور کس صحابی نے ان کی قیادت فرمائی؟ارے ظالم!تمہارے مذہب کے تمام جلوس حلال اور میلاد مصطفٰے کے جلوس حرام؟

تجھے کھائے نجدی تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

تحقیقی جواب یہ ہے کہ آمد مصطفٰے ﷺ کی خوشی میں مدینہ منورہ کے صحابہ کرام نے مدینہ منورہ کی گلیوں میں جلوس نکالا اور یا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نعرے بلند کئے یہ روایت صحیح مسلم شریف میں موجود ہے

سوال نمبر ۷: وہ کون سے نبی تھے جن کی قبر پر چادر چڑھائی گئی؟

اس شر انگیز سوال کا الزامی جواب یہ ہے کہ سعودی فرمارواؤں نے جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول چڑھائے (کوہستان 2 فروری 1957ء مہاتما گاندھی کی سمادھ پر پھول چڑھائے (نوائے وقت لاہور 11 مئی 1957)

کیا کوئی وہابی ثابت کرسکتا ہے کہ ان سعودی حکمرانوں کا یہ عمل بدعت اور شرک نہیں بلکہ کسی صحابی یا کسی نبی کے عمل سے ثابت ہے اگر یہ ثابت نہیں تو ان کے اس عمل کو بدعت اور شرک قرار دینے کی کیا کوئی غیرت مند جرأت کرسکتا ہے؟

تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: یا اماہ اکشفی لی قبر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم،اے اماں جان!میری خاطر نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر انور کا پردہ ہٹا دیجئے(سنن ابی داود)ایک عورت نے بھی عرض کیا،یا اماہ اکشفی لی قبر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اے اماں جان میری خاطر قبر انور کا پردہ ہٹا دیجئے،انہوں نے قبر کا پردہ ہٹایا تو وہ عورت روتے ہوئے فوت ہوگئی،کشف کے معنی کسی چیز پر سے پردہ اٹھانے کے ہیں،اکشفی کے لفظ سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ حضور کے مزار اقدس پر کوئی پردہ یا غلاف تھا جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہٹا دیا اور عشاق نے زیارت فرمائی،ہمارا سوال ہے کہ اگر قبر پر چادر ڈالنا حرام ہے تو اسکی کوئی شرعی دلیل پیش کی جائے؟لاؤ کوئی دلیل اگر تم سچے ہو۔

پھر کعبہ معظمہ پر جو ہر سال غلاف چڑھایا جاتا ہے اس سے اس کی تعظیم مقصود ہے اولیاء کرام کے مزارات کی عزت وعظمت کے اظہار کے لئے ان پر چادریں ڈالی جاتی ہیں۔ہاں ان کی طرف سجدہ حرام ہے ہمارے علماء کرام کی تحقیقات کی طرف رجوع کیا جائے مسئلہ واضح ہوجائے گا۔

سوال نمبر ۸: کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کا قل تیجا، دسواں یا چالیسواں کروایا؟

اس شرانگیز سوال کا الزامی جواب یہ ہے کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے ہمراہ نزول قرآن کا جشن منایا ، بخاری کا ختم کروایا، اہل حدیث کانفرنس کروائی؟

تحقیقی جواب یہ ہے کہ قل، تیجے، دسویں اور چالیسویں کا مقصد ایصال ثواب ہے، دونوں کا تعین فرض وواجب نہیں سمجھا جاتا جس پر کوئی دلیل درکار ہو، لوگوں کی سہولت کیلئے جس کی اصل بھی بہرحال دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، قل، تیجے، دسویں اور چالیسویں کی محافل میں تلاوت ہوتی ہے، نعت خوانی ہوتی ہے۔ قرآن وحدیث کے مطابق وعظ ہوتا ہے دعا ہوتی ہے اور لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان تمام اجزا میں کونسا جز حرام ہے، دلیل پیش کی جائے، تلاوت، نظم، وعظ، دعا اور لنگر ہی اہل حدیث کانفرنس، جشن دیوبند اور سیرت النبی اور ختم بخاری وغیرہ کے جلسوں کے اجزا ہیں اگر یہاں حرام نہیں تو وہاں حرام کیوں؟ اگر حرف ناموں کی بات کروگے تو اثری، سلفی، غیر مقلد، اہل حدیث، وہابی وغیرہ نام قرآن وحدیث سے ثابت کرنے پڑیں گے تو بہت سے شرپسندوں کا ناطقہ بند ہو جائے گا۔

سوال نمبر ۹: وہ کون سے صحابی تھے جنھوں نے نماز کے بعد کھڑے ہو کے صلوٰۃ وسلام پڑھا؟

اس شرانگیز سوال کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ وہ کون سے صحابی تھے جنھوں نے نماز کے بعد کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام پڑھنے کو حرام قرار دیا، یا منع کیا۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ صلوۃ وسلام کا کوئی وقت مقرر نہیں، یہ قرآن پاک کے حکم مطلق سے ثابت ہے کوئی بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر پڑھے، کوئی قید نہیں یہ ایسا نیک عمل ہے کوئی مسلمان جب بھی کرے گا اور جس طرح بھی کرے گا مقبول ہوگا، روکنے کیلئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے اسکو پیش کرنا روکنے والوں کی ذمہ داری ہے، پڑھنے والوں کی نہیں۔

سوال نمبر ۱۰: سب سے پہلے کس نبی نے اور کب قبر پر دیا جلانے کا حکم دیا ہے؟

اس شرانگیز سوال کا الزامی جواب یہ ہے کہ سب سے پہلے کس نبی نے اور کب قبر پر دیا جلانے سے روکا؟

تحقیقی جواب یہ ہے کہ یہ عمل بھی کوئی فرض واجب اور موکد نہیں جس کیلئے کسی نبی کا قول وفعل درکار ہو یہ اچھا عمل ہے کہ قبر سے ذرا ہٹا کر دیا جلایا جائے تاکہ قریب بیٹھ کر قرآن پڑھنے والوں کو سہولت حاصل ہو جائے، یا قبر راستے کے قریب ہے تو گزرنے والوں کو روشنی مل جائے یا اہل ولایت کی عزت وعظمت کے اظہار کیلئے دیا جلایا جائے کہ وہ عام لوگوں کی طرح نہیں، انہوں نے دنیا میں روشنی پھیلائی ہے، ان کے جانے کے بعد بھی لوگ ان کی عزت وعظمت میں چراغاں کر رہے ہیں۔ وہابی حضرات اپنے مختلف پروگراموں میں مسجدوں، گلیوں اور گھروں میں لائٹنگ کرتے ہیں۔ کبھی ان کے کسی مولوی نے منع نہیں کیا اس کا آغاز کس نبی نے کیا تھا؟

باقی رہی بات مزارات پر غیر شرعی حرکات وسکنات کا ارتکاب کرنا تو اس کے علمائے اہل سنت بھی قائل نہیں، کسی جاہل کا کام علماء کیلئے کیسے حجت ہو سکتا ہے، ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں۔

نامعلوم شرپسند کے جملہ شرانگیز سوالات جہالت پر مبنی ہیں اس کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ جس چیز کی ممانعت قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو وہ جائز ہوتی ہے، اسلام ایک عالمگیر دین ہے اس میں ہر اچھے کام کی گنجائش موجود ہے، حدیث پاک صحیح مسلم شریف میں موجود ہے من سن فی

الاسلام سنته حسنته فله اجرها واجرمن عمل بها من بعده من غير ان ینتقص من اجورھم شی جواسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسکو اپنے عمل کا ثواب بھی ملے گا اور ان کے عمل کا بھی جو اس پر بعد میں کاربند ہوں گے۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ یہی وہ سنت حسنہ ہے جس کی برکت سے اہل اسلام ہر دور میں مستفید ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہ بخاری مسلم ،نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، مشکوۃ وغیرہ کی کتابیں صحابہ کرام نے تو رقم نہیں کیں، انکے حواشی تفاسیر وغیرہ بھی ان کے زمانے میں نہیں تھیں قرآن پر اعراب اور نقطے کب لگائے گئے، فقہ کی تدوین بھی کب ہوئی ایسی عالی شان مسجدیں اور مدرسے بھی کب شروع ہوئے شیوخ عرب کے فلک بوس محلات بھی کب بنائے گئے، کیا کبھی ان محلات کی بدعت مذمومہ کو برا کہا گیا، کیوں کہا جائے وہاں سے ریال جو نصیب ہوتے ہیں اپنے قومی ترانے پر سعودیہ سمیت تمام ممالک کے باشندے قیام کرتے ہیں اس قیام کا آغاز کب ہوا، یہ قیام حلال اور قیام میلاد حرام؟ کیا سوچ ہے کیا تحقیق ہے لگتا ہے ان لوگوں کا اصل مقصد بھی یہ ہے کہ امت کو ہر اس عمل سے دور کر دیا جائے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

فیض رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے ۔۔۔ پھر کئے مرد کہ ہوں امت رسول اللہ کی

پانچ پیغامات: آخر میں ہم اہلسنت وجماعت سے گزارش کرتے ہیں کہ دور بہت نازک ہے، اس دور کیلئے پیش گوئی ہے کہ لوگ صبح کو مسلمان ہوں گے شام کو کافر ہو جائیں گے۔ اپنا ایمان اور عقیدہ بچانے کیلئے پیغامات پر ضرور عمل کریں۔

۱۔ بدمذہب لوگوں کیساتھ رشتہ داری نہ کریں۔

۲۔ بدمذہب لوگوں کے سکولوں کالجوں اور مدرسوں میں اپنے بچوں کو داخل نہ کروائیں۔

۳۔ اپنی اولاد کو کسی عالم اور باعمل پیر طریقت کا مرید کروائیں

۴۔ پانچ وقت کی نماز ادا کریں، تمام مسجدوں میں آپ کا تصرف ہو جائے گا،

۵۔ ترجمہ قرآن کنزالایمان اپنے گھروں میں رکھیں اور پڑھیں، تمام شکوک دور جائیں گے۔

مسلکِ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

عائشہ بنت نصر اللہ آسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم غیب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبل از اسلام بہت بڑے تاجر تھے۔ آپ ایک مرتبہ ملک شام گئے تو وہاں انہوں نے خواب دیکھا کہ چاند اور سورج آسمان سے نیچے اتر آئے ہیں اور دونوں آپ کی گود میں داخل ہو گئے ہیں آپ نے ان دونوں کو پکڑ کر سینے سے لگا لیا اور اپنی چادر اوپر ڈال دی صبح بیدار ہوئے تو اس عجیب وغریب خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے راہب کے پاس پہنچے۔ اس نے سارا خواب سن کر کہا آپ کا نام کیا ہے؟ اور کہاں کے رہنے والے ہو اور کس قبیلہ سے ہو؟ فرمایا: میرا نام ابوبکر ہے مکہ کا رہنے والا ہوں اور بنو ہاشم سے ہوں۔ راہب نے پوچھا کام کیا کرتے ہو؟ فرمایا: تجارت۔ راہب نے کہا مبارک ہو مکہ سے اور قبیلہ بنی ہاشم سے نبی آخر الزماں کا ظہور ہونے والا ہے۔ اگر یہ نبی پاک نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کو پیدا نہ فرماتا اور کائنات بھی کبھی ظاہر نہ ہوتی وہ رسولوں کے سردار ہوں گے۔ اے ابوبکر! اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم اس کے دین میں داخل ہو گے اور اس کے اولین وزیر بنو گے اور اس کے خلیفہ ہو گے۔۔ اے ابوبکر میں نے اس نبی کی تعریف توریت میں پڑھی ہے اور انجیل وزبور میں اس کا ذکر پڑھا ہے اور میں اس پر ایمان لا چکا ہوں عیسائیوں کے خوف سے اپنا ایمان چھپا رہا ہوں آج تم سے ساری حقیقت بیان کر دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ تعبیر سن کر بڑے متاثر ہوئے اور دل پر رقت طاری ہوئی اور حضور ﷺ سے ملاقات کے شوق کا غلبہ ہوا اور فوراً مکہ واپس آئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے دل باغ باغ ہو گیا اور حضور ﷺ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابوبکر! جلدی کرو اور میرے دین میں آ جاؤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! کوئی معجزہ دیکھ سکتا ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ملک شام میں جو خواب دیکھ کر آئے ہو اور راہب نے جو تعبیر سنائی تھی وہ میرا معجزہ ہی تو ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً پکار اٹھے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له واشهد ان محمدا عبده و رسوله (جامع المعجزات۔ نزہۃ المجالس ج۲ص۳۰۲)

اس واقعہ کو وہابی حضرات کے معتبر ومستند مصنف نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے اپنی کتاب تکریم المؤمنین ص۱۰ پر نقل کیا ہے۔

عرض کی یارسول اللہ کوئی معجزہ دکھایئے تا کہ میں آؤں اسلام میں فرمایا ”کیا وہ معجزہ کم ہے جو دیکھا تھا ملکِ شام میں“

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب پر صدیق اکبر کا اعتقاد تھا اور علم غیب کا اظہار ہی آپ کے ایمان کا سبب بنا لہذا علم غیب کا اعجاز باعثِ ایمان ومسلکِ صدیق اکبر ہے اور علم غیب پر نکتہ چینی طریقہ منافقت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے مال میں سے ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اسے جنت کے دروازوں سے نداء کی جائے گی اے اللہ کے بندے! یہ نیکی ہے۔ پس نمازیوں کو باب الصلاۃ سے پکارا جائے گا۔ مجاہدین کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا، صدقہ وخیرات والوں کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ روزہ داروں کو باب الریان سے پکارا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس کی ضرورت تو نہیں کہ کوئی تمام دروازوں سے بلایا جائے پھر کیا کوئی ایسا شخص ہے جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ وَاَرْجُوا اَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ ہاں، اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے۔

(بخاری 1897 مسلم 1027 کتاب الزکوۃ ریاض الصالحین باب وجوب صوم رمضان 1216 مشکوۃ 1890 کتاب الزکوۃ باب فضل الصدقہ)

اس حدیث سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی واضح فضیلت ہے کہ باقی لوگ عبادت کے کسی ایک شعبہ میں فائق ہوں گے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان میں سے ہوں گے جو عبادات کے تمام شعبوں میں سب سے بڑھ کر اور سب پر فائق ہوں گے۔ دوسرا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ علم غیب ثابت ہو رہا ہے ورنہ وہ سوال ہی نہ کرتے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے سوال کا فوراً جواب ارشاد فرما کر بتا دیا کہ تم نے میرے متعلق علم غیب کا جو عقیدہ رکھا وہ بالکل صحیح ہے اور ہم اہل سنت کا عقیدہ بھی وہی ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور جس کا عقیدہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہ ملے اسے یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منانے کا کوئی حق نہیں یوم منائے اور سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ کرے اور آپ کے عقیدے کو شرک وبدعت کہے وہ آپ کا محب نہیں دشمن ہے۔

سر عرش پر ہے تیری گذر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہو گی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا حتیٰ کہ میں بھی اس دروازے کو دیکھ لیتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اے ابو بکر تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ (ابوداود 4652 مشکوۃ 6033 کتاب المناقب باب مناقب ابوبکر)

اس حدیث سے بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ علم غیب ثابت ہو رہا ہے کہ میرے آقا کو اس آدمی کا بھی علم ہے جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔

صدیقِ اکبر کا علم غیب : ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے مقام عالیہ میں واقع باغ سے بیس وسق کھجوریں حاصل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی جب ان کے وصال کا وقت قریب ہوا، تو فرمایا خدا کی قسم اے میری بٹی! مجھے تم سے زیادہ کسی کا غنی ہونا محبوب نہیں اور اپنی وفات کے بعد تم سے زیادہ کسی کے فقر کا غم نہیں ہے میں نے تمہیں بیس وسق کھجوریں حاصل کرنے کی اجازت دی تھی کاش! تم حاصل کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیتیں، تو وہ تمہاری ملکیت ہوتیں فَاِنَّمَاهُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَاِنَّمَاهُوَ اَخَوَاكِ وَاُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تعالی اور آج وہ مال وارثوں کا ہو چکا اور وہ ہیں تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں تم اسے قرآن پاک کے حکم کے مطابق تقسیم کر لینا فَقَالَتْ يَا اَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَ كَذَا لَتَرَكْتُهُ اِنَّمَا هِيَ اَسْمَاءُ فَمَنِ الْاُخْرٰى قَالَ ذُوْ بَطْنِ خَارِجَةٍ اُرَاهَا

جَارِیَۃٍ فَوَلَدَتْ جَارِیَۃً ۔ حضرت ام المومنین نے عرض کیا ابا جان! بخدا اگر وہ مال اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتا تو میں اسے چھوڑ دیتی میری ایک بہن تو اسماء ہے دوسری بہن کونسی ہے؟ فرمایا خارجہ کی بیٹی (حضرت ابوبکر کی اہلیہ) کے پیٹ والی میرا خیال ہے کہ وہ لڑکی ہے چنانچہ ان کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی چنانچہ ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ (موطا امام مالک روایۃ محمد بن الحسن الشیبانی ابواب البیوع والتجارات باب النحلی حدیث ۸۰۸ دار القلم بیروت لبنان ۔ تاریخ الخلفاء حضرت ابوبکر الصدیق فصل فی مرضہ ووفاتہ ص ۹۷ مطبوعہ دار الجیل بیروت)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم تھا کہ میں اسی مرض میں انتقال کر جاؤں گا اسی لئے آپ نے فرمایا آج میرا مال وارثوں کا ہو چکا اور آپ یہ بات یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی حبیبہ کے پیٹ میں لڑکا نہیں لڑکی ہے اور ان دونوں باتوں کا جاننا یقیناً علم غیب ہے جن کو بیان فرما کر انہوں نے اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ بھی دوسرے خاص بندوں کو نبی کے واسطہ سے غیب کا علم ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمام روایات بیان فرما کر واضح کر دیا کہ آپ بھی انبیاء کرام اور صحابہ کرام کے عطائی علم کی قائل تھیں اور اس سے آپ کے اس فرمان کی بھی وضاحت ہوگئی ,,جو کہے کہ حضور ﷺ کل کی بات جانتے ہیں اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا،، کہ اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے یعنی بغیر اللہ کے بتائے کوئی نہیں جانتا باقی رہا علم عطائی تو اس کے بارے میں آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی تو نبی ہے میرے والد محترم بھی جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔

علم غیب اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک چاندنی رات میں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہونگی۔ فرمایا ہاں وہ حضرت عمر ہیں تو میں نے عرض کی جناب ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں فرمایا کہ حضرت عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔ (تذکیر الاخوان از امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی، الفصل الثالث فی ذکر الایمان بالقدر ص ۱۲۴ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

اس سوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور ﷺ کو ہر آسمان کے ہر گوشہ کی خبر ہے اور زمین کے ہر کونہ اور تا قیامت اپنے ہر امتی کے ہر عمل کی خبر ہے کیونکہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں اور امت کی عبادتیں زمین کے مختلف گوشوں میں دن کے اجالے میں رات کے اندھیرے میں ہوں گی دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہی بتا سکتا ہے جسے دونوں کی خبر ہو اور یہ ہے حضور ﷺ کا علم یہ نہ فرمایا کہ جبریل کو آنے دو پوچھ کر بتائیں گے اور نہ یہ فرمایا کہ قلم دوات کاغذ لاؤ ٹوٹل لگا کر کہیں گے اور نہ یہ فرمایا کہ ذرا مجھے سوچ کر حساب لگا لینے دو بلا تامل فرمایا کہ میری ساری امت میں حضرت عمر وہ ہیں جن کی نیکیاں تعداد میں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں یہ ہے حضور ﷺ کا علم غیب کلی۔

اب ذرا اسماعیل کی سنو کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان ص ۵۵) دیکھو خود ہی حدیث نقل کر رہا ہے اور خود ہی انکار کر رہا ہے پھر بھی کہتا ہے میرا مسلک قرآن و حدیث ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے

یہاں عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری   آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

اختیار نبی ﷺ کے متعلق حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت میں سے چار لاکھ کو بغیر حساب جنت میں داخل کرے گا تو جناب ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اور زیادہ دیجئے اور اس طرح پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو ملایا حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اور زیادہ دیجئے فرمایا: اور ایسے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر تمہیں کافی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا حرج ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک مٹھی میں ساری خلقت کو جنت میں داخل کردے تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمر نے سچ کہا۔ (احمد حدیث ۱۲۲۸۴، شرح السنۃ، مشکوۃ حدیث ۵۶۰۳ کتاب صفۃ القیامۃ باب الحوض والشفاعۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا حضور ﷺ بغیر حساب والے جنتیوں کی تعداد اور بڑھا سکتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ آپ کی بات ٹالتا نہیں جو آپ کہتے ہیں وہی رب کرتا ہے ﴿ ولسوف يُعطِيكَ رَبُّكَ فَتَرضَى ﴾

اگر ابوبکر کا یہ عقیدہ ہوتا کہ نبی ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو وہ کبھی عرض نہ کرتے ﴿زِدْنَا يارسولَ الله﴾ اور جب انہوں نے یہ عرض کیا ہے تو ثابت ہو گیا کہ اُن کا بھی یہ عقیدہ تھا۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر یہ اجمال رہنے دو تصریح نہ کراؤ تاکہ ہم خوف وامید پر رہیں اعمال کئے جائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر ذرا خاموش تو رہو میں حضور ﷺ سے ساری امت کے لئے بے حساب جنتی ہونے کا وعدہ لے لیتا ہوں اے عمر تمہارا اس میں کیا بگڑتا ہے کہ ساری امت محمدیہ بے حساب جنتی ہو جائے۔

حضور ﷺ موت وحیات میں بھی مختار ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرمائے ہوئے تو فرمایا: ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اختیار دیا کہ اسے دنیا کی تروتازگی اتنی عطا کرے جتنی وہ چاہے اور وہ نعمتیں جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتیں اختیار کرلیں حضرت ابوبکر رونے لگے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہم نے ان پر تعجب کیا لوگ بولے ان بزرگ کو تو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ تو اس بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اُسے دنیا کی سرسبزی دے اور وہ جو اُس کے پاس ہے وہ دے اور آپ کہتے ہیں آپ پر ہمارے ماں باپ فدا پھر پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا اور حضرت ابوبکر ہم سب میں زیادہ علم والے تھے۔ (بخاری حدیث ۳۹۰۴ کتاب المناقب، مسلم حدیث ۲۳۸۲، مشکوۃ حدیث ۵۹۵۷ کتاب الفضائل)

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو زندگی موت کا اختیار دیا تھا اور آپ ﷺ کو اپنی وفات کا بھی علم تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ عالم تھے کیونکہ اس تقریر کے پانچ دن بعد حضور ﷺ کا وصال شریف ہو گیا تو صحابہ کرام کو پتہ چلا کہ وہ جس کو زندگی موت کا اختیار دیا گیا تھا وہ کوئی اور آدمی نہ تھا بلکہ حضور ﷺ ہی تھے اور ابوبکر کے علم وفضل کو تمام صحابہ کرام نے تسلیم کرلیا اور حضور ﷺ نے بھی حضرت ابوبکر کو ہی مصلیٰ امامت عطا فرمایا کیونکہ امام وہی بنایا جاتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کو اپنی موت کا علم بھی ہے اور اختیار

بھی ہے ورنہ رونے کا کیا معنی؟ اسی لئے سنی بھی آپ کی عقیدے کے مطابق نبی کریم ﷺ کے علم غیب اور اختیار کا عقیدہ رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کو بے مثل مانتے ہیں۔

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جنت عطا کرنے کا اختیار: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روز قیامت اللہ تعالی سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور کے لاکر عرش کے دائیں بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص بیٹھ جائیں گے پس وہ جو عرش کے دائیں جانب ہوگا کہے گا: اے جماعاتِ مخلوق جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے جس نے ابھی تک نہیں جانا اُسے جان لینا چاہئے کہ میں رضوان خازن جنت ہوں بیشک اللہ تعالی نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کے سپرد کردوں اور محمد ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ چابیاں ابوبکر و عمر کے سپرد کردوں تاکہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کردیں سنو! گواہ رہنا۔ پھر عرش کی بائیں جانب والا فرشتہ منادی کرے گا کہ اے جماعاتِ مخلوق جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے جس نے ابھی تک نہیں جانا اُسے جان لینا چاہئے کہ میں مالک دوزخ کا داروغہ ہوں بیشک اللہ تعالی نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں دوزخ کی کنجیاں محمد ﷺ کے سپرد کردوں اور محمد ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ چابیاں ابوبکر و عمر کے سپرد کردوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں سنو! گواہ رہنا۔ (شرف النبی ﷺ از حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان ص ۲۹۶) اور ایک روایت میں ہے: روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد ﷺ پس خلفاء رضی اللہ عنہم لائے جائیں گے اللہ عزوجل اُن سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرواور جسے چاہو چھوڑ دو۔ (نسیم الریاض شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فصل ما اطلع النبی ﷺ من الغیوب، الامن والعلی ص ۸۰-۸۱)

یہ امام ابوسعید نیشاپوری وہ شخصیت ہیں جن سے جلیل القدر ائمہ حدیث نے روایتیں لی ہیں جیسے حافظ حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری، ابو محمد الحسن، ابن محمد الخلال، ابوالقاسم الازہری اور ابوالقاسم التنوخی وغیرہ اور خاتمۃ المحدثین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے رسائل ابن عابدین میں امام ابوسعید کی کتاب ,,شرف النبی،، سے روایات نقل کی ہیں (رسائل ابن عابدین ۴/۱)

ہر مکاں اجالا ہمارا نبی ﷺ:

عن عمر رضی اللہ عنہ قال: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ مَالًا فَقُلْتُ الْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِی فَقَالَ رسولُ اللهِ ﷺ مَا اَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ قُلْتُ مِثْلَهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیا اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہت تھا تو میں نے سوچا کہ اگر میں کسی دن ابوبکر سے بڑھ سکا تو آج بڑھ جاؤں گا فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا میں نے کہا کہ اتنا ہی وَاَتٰی اَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَا اَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ قُلْتُ وَاللهِ لاَاَسْبِقُهُ إِلٰى شَیْءٍ اَبَدًا. اور ابوبکر سارا وہ مال لے آئے جو اُن کے پاس تھا فرمایا ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا رکھا عرض کیا کہ میں نے اُن کے لئے اللہ و رسول کو رکھا میں نے سوچا کہ میں کسی چیز میں ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا۔ (ترمذی حدیث ۳۶۷۵ کتاب المناقب، ابوداود حدیث ۱۶۷۸ کتاب الزکوۃ، مشکوۃ حدیث ۶۰۳۰ کتاب المناقب ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔)

سبحان اللہ کیا پیارا جواب ہے کہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑا حالانکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں ابوبکر صدیق کے سامنے بیٹھے ہیں لیکن کہہ رہے ہیں کہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑا ہے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ جسماً ایک جگہ رہ کر بھی نورانیت اور روحانیت کے اعتبار سے ہر جگہ ہو سکتے ہیں رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر تردید نہیں فرماتے کہ ابوبکر کیا کہہ رہے ہیں میں تو تمہارے سامنے موجود ہوں لیکن تم کہہ رہے ہو کہ میں گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں اگر یہ عقیدہ شرک وبدعت ہوتا تو رسول اللہ فوراً روک دیتے معلوم ہوا اللہ رسول پر توکل شرک نہیں عین ایمان ہے۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے ہر مکاں اجالا ہمارا نبی ﷺ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور محفل میلاد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ أَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلَى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ.

جس نے حضور ﷺ کے میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(النعمۃ الکبری ص ۸-۹)

شارح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی صاحب قرآن پاک کی تفسیر تبیان القرآن ج ۳ ص ۳۶۹ پر لکھتے ہیں علامہ ابن حجر مکی شافعی نے ,,النعمۃ الکبری،، نبی ﷺ کے میلاد کے ثبوت اور بیان میں لکھی ہے اس کتاب کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں لیکن سب سے مبسوط شرح علامہ شامی کے عم زاد علامہ شریف سید احمد بن عبد الغنی بن عمر عابدین دمشقی نے لکھی ہے علامہ یوسف نبہانی نے اس شرح کو جواہر البحار میں مکمل نقل کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عقیدہ نورانیت:

اَمِيْنٌ مُصْطَفَى بِالْخَيْرِ يَدْعُوْا كَضَوْءِ الْبَدْرِ زَائِلَةِ الظَّلَامِ

حضرت سیدنا محمد ﷺ امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں آپ ﷺ کی روشنی چودھویں

رات کے چاند کی طرح اندھیروں کو دور کرنے والی ہے۔(دلائل النبوۃ ج ۱ ص: ۲۲۵ جواہر البحار جلد ۱)

حالت نماز میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تعظیم رسول ﷺ کرنا: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کا انتقال ہوا حضرت بلال رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نماز کے متعلق خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کچھ تخفیف محسوس کی چنانچہ آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے نماز کے لئے نکلے اور آپ کے قدم مبارک زمین پر نشان بنا رہے تھے جب لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خبردار کرنے کے لئے سبحان اللہ کہا جب حضرت ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ

اپنی جگہ پر کھڑے رہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر اپنی جگہ پر کھڑے رہے اب حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر رہے تھے اور صحابہ حضرت ابوبکر کی اقتداء کر رہے تھے قَالَ ابْنُ عباسٍ رضی الله عنهما وَأَخَذَ رَسُولُ الله صلی الله علیه وسلم مِنَ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَيْثُ كا ن بَلَغَ اَبُو بكر قَالَ: فَمَاتَ رَسُولُ الله صلی الله علیه وسلم فی مَرَضِهِ ذَلِكَ ،

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہاں سے قراءت چھوڑی تھی حضورﷺ نے اس سے آگے قراءت شروع کر دیا فرمایا اسی مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔(ابن ماجہ حدیث :۱۲۳۵ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ماجاء فی صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ، اس حدیث کو ناصر الدین البانی غیر مقلد نے حسن کہا ہے(مسند احمد بن حنبل حدیث ۳۳۳۰/۳۳۳۵)

اب پوچھوان توحید کے ٹھیکے داروں سے جو کہتے ہیں کہ نماز میں بیل اور گدھے کا خیال آجائے تو کوئی بات نہیں لیکن رسول اللہﷺ کا خیال نہیں آنا چاہئے تاکہ آپ کی تعظیم نہ ہو جائے ان لوگوں کا صحابہ کرام کے عقائد سے کیا واسطہ ہوسکتا ہے جو صرف خیال سے ہی نہیں بلکہ عملی تعظیم کا مظاہرہ کر کے رسول اللہ ﷺ کو راضی کر رہے تھے۔

امام الوہابیہ لکھتا ہے: نماز میں حضورﷺ کا خیال بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے بُرا ہے۔(صراط مستقیم ص(۹۷)اسماعیل دہلوی)

یاد خر سے ہو نمازوں میں خیال ان کا بُرا
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری
اُن کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقتِ نماز
ماری جائے گی تیرے منہ پہ عبادت تیری

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز فقط تیرے دیدار کا بہانہ بنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز سے دوسرا یہ ثابت ہوا کہ آپ نے خود سورہ فاتحہ نہیں پڑھی بلکہ حضرت ابوبکر کی پڑھی ہوئی فاتحہ کو اپنے لئے کافی سمجھا اور اس سے آگے کی قراءت شروع کر دی جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جماعت کی نماز میں امام کی فاتحہ سب کے لئے کافی ہے۔

اب جو لوگ کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ سب کے لئے ضروری ہے چاہے امام ہو یا مقتدی اور جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی میں اُن سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رکعت جس میں آپ نے فاتحہ نہیں پڑھی ہوئی یا نہیں اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہیں ہوئی (نعوذ باللہ) تو ایمان جاتا رہا اگر کہے کہ ہوگئی تو میں پوچھتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہوگئی تو امتی کی نماز کیوں نہیں ہوتی؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو نبی کریم ﷺ کی اس بیماری میں نماز پڑھایا کرتے تھے جس میں آپ نے وصال فرمایا یہاں تک کہ جب پیر کا دن آیا اور صحابہ نماز میں صف بستہ تھے تو نبی کریم ﷺ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور ہماری طرف دیکھنے لگے آپ ﷺ کھڑے تھے اور آپ کا چہرۂ انور گویا قرآن کا ورق تھا پھر تبسم ریزی فرمائی ہم نے مصمم ارادہ کرلیا کہ از راہ مسرت نبی کریم کا دیدار کرتے رہیں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے کہ صف میں مل جائیں یہ گمان کرتے ہوئے کہ کہ نبی کریم ﷺ شاید نماز کے لئے تشریف لے آئیں آپ ﷺ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ اپنی نمازیں پوری کرو اور پردہ گرادیا نبی کریم ﷺ نے اسی روز وصال فرمایا۔ (بخاری حدیث 680 کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ مسلم کتاب الصلاۃ باب استخلاف الامام 419)

مدینہ والوں کا قبلہ جنوب میں ہے اور رسول اللہ ﷺ کا مکان قبلہ کی طرف نہیں تھا بلکہ مشرق کی طرف تھا یعنی نمازیوں کی بائیں طرف تمام صحابہ نے عین حالت نماز میں قبلہ سے رخ موڑ لئے اور حضور ﷺ کا دیدار کرنے کرنے لگے گویا زبان حال سے کہہ رہے تھے

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری　　کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

آج توحید بچانے والوں کو فکر ہے کہ نماز میں حضور کا خیال آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے ایک صحابہ کی نماز تھی کہ قبلہ کا رخ چھوڑ کر رخ مصطفیٰ کی زیارت میں مگن ہوگئے، عقل کا مفتی بولا ادھر چہرے نہ کرو نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ کعبہ ادھر ہے عشق کا امام بولا کہ اگر کعبہ ادھر ہے تو کعبے کا کعبہ ادھر ہے حضرت ابوبکر صدیق نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے، تو یہاں سے ہمیں سبق ملا کہ عبادت خدا کی ہے ادب مصطفیٰ ﷺ کا اور جس عبادت میں ادب نہ ہو وہ عبادت نہیں شرارت ہے اور نماز میں نبی کی تعظیم کرنے سے یا نبی کا خیال دل میں لانے سے نماز ٹوٹتی نہیں بلکہ پکی ہوتی ہے۔

اگر نماز ٹوٹ جاتی تو حضور ﷺ فرماتے دوبارہ پڑھ لو لیکن حضور ﷺ نے فرمایا: اپنی نماز پوری کرو۔ ہمارا بھی وہی عقیدہ ہے جو صحابہ کرام کا تھا۔ سجدہ کرنا ہے تو یوں کر سر خدا کے واسطے دل مصطفیٰ کے واسطے

پیشِ نظر ہے وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
ہاں روکئے سر کو روکئے یہی امتحان ہے

اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت صدیقی ہے: بوقت اذان انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا یہ ایک مستحب عمل ہے فرض یا واجب نہیں مستحب عمل حدیث ضعیف سے بھی ثابت ہوسکتا ہے اس کے ثبوت کے لئے صحیح یا حدیث حسن ضروری نہیں اس عمل کو حرام اور بدعت کہنا محض جہالت ہے جب تک ممانعت کی صریح دلیل نہ ملے اس کو منع نہیں کرسکتے استحباب کے لئے مسلمانوں کا مستحب جاننا ہی کافی ہے مگر کراہت کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہوتی ہے اس کے جواز پر بے شمار دلائل ہیں اور منع پر ایک بھی دلیل نہیں۔ اس کا حکم نوافل کی طرح ہے اگر کوئی یہ عمل کرے تو ثواب پائے گا اور اگر نہ کرے تو گنہگار نہیں لیکن اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سلف صالحین کی سنت ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں

ذكره الديلمي في ((الفردوس)) ۔من حديث أبي الصديق : أنه لما سمع قول المؤذن((اشهد أن محمدًا رسولُ

الـلـه))قال هذا وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه فقال ﷺ : مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِي فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي۔ ولا يصح دیلمی نے کتاب الفردوس ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ جب انہوں نے مؤذن کو اشهد أن محمدًا رسولُ الله کہتے سنا تو یہ دعا پڑھی اوردونوں کلموں کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کرآنکھوں سے لگائے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوایسا کرے جیسا کہ میرے پیارے نے کیا۔تو اس پر میری شفاعت حلال (واجب) ہوگئی۔

اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کا نام دیتے ہیں۔(مقاصد الحسنہ ص:450 حدیث:1021)

اورملا علی قاری رحمہ الباری نے تحریر کیا ہے: علامہ سخاوی نے کہا انگوٹھے چومنے کے بارے میں احادیث کی اسانید صحیح نہیں ہیں (یعنی حسن یاضعیف ہیں) ملا علی قاری اس کے جواب میں فرماتے ہیں قلت وإذا ثبت رفعه على الصديق فيكفي للعمل لقوله ﷺ عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين جب صحیح سند سے یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے اذان میں انگوٹھے چومے ہیں تو یہ ہمارے علماء کے لئے کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔(موضوعات کبیر ص:210 حدیث:829)

علامہ طحطاوی اور علامہ ابن عابدین شامی نے فقیہ کبیر علامہ قہستانی کے حوالہ سے لکھا ہے :

ويستحب أن يقال عند سماع الأولى من الشهادة صلى الله عليك يارسول الله وعند الثانية منها قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يارَسُولَ الله ثم يقول اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيْ الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فإنه عليه السلام يَكُوْنُ قَائِدًا لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: پہلی مرتبہ اشهد أن محمدًا رسولُ الله سن کر اپنے انگوٹھے آنکھوں پر رکھ کر صلی اللہ علیک یارسول اللہ کہنا اوردوسری مرتبہ اشهد أن محمدًا رسولُ الله سن کر قُرَّةُ عَيْنِي بِكَ يارَسُولَ اللهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ کہنا مستحب ہے۔

اس کے ثبوت میں علامہ شامی نے دیلمی کی کتاب الفردوس کے حوالے سے یہ حدیث ذکر کی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اذان میں اشهد أن محمدًا رسولُ الله سن کر آنکھوں پر انگوٹھے رکھ کر چومے میں اس کی قیادت کرکے اس کو جنت کی صفوں میں داخل کردوں گا۔(حاشیہ ردالمحتار علی الدر المختار جلد 398/1 دارالفکر بیروت مطلب فی کراہیۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد)

اسی کے متقارب المعنیٰ حدیث علامہ طحطاوی نے بھی مرفوعاً ذکر کی ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ فضائل اعمال میں اس قسم کی احادیث کافی ہیں۔

(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح۔)

علامہ اسماعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں: انجیل برنباس میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے روح القدس (نور مصطفوی) کے دیکھنے کی تمنا کی تو وہ نوران کے انگوٹھے کے ناخنوں میں چمکایا گیا انہوں نے فرط محبت سے ان ناخنوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا۔

(تفسیر روح البیان پارہ ۲ سورہ مائدہ زیرآیت وإذا ناديتم إلى الصلاة 260/24)

معلوم ہوا کہ انگوٹھے چومنا ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی بھی سنت ہے۔

اعتراض: حضرت آدم علیہ السلام نے اگر نور مصطفیٰ ﷺ انگوٹھے کے ناخنوں میں دیکھا تو چوما تو تم کون سا نور دیکھتے ہو جو چومتے ہو چومنے کی جو وجہ وہاں تھی یہاں نہیں۔

جواب: حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا مروہ پر دوڑیں آج تم حج میں کیوں دوڑتے ہو؟ آج کہاں پانی کی تلاش ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو قربانی کے لئے جاتے ہوئے راستے میں شیطان کو کنکر مارے۔ اب تم حج میں وہاں کیوں کنکر مارتے ہو؟ وہاں اب شیطان آپ کو کونسا دھوکہ دے رہا ہے۔

حضور ﷺ نے ایک خاص ضرورت سے طواف میں رمل کیا (پہلوانوں کی طرح چلے) کفار مکہ کو اپنی طاقت دکھانے کے لئے۔ بتاؤ اب تم طواف قدوم میں رمل کیوں کرتے ہو؟ اب وہاں کفار کہاں دیکھ رہے ہیں؟ جناب انبیاء کرام کے بعض عمل ایسے مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی یادگار ہمیشہ باقی رکھی جاتی ہے اگرچہ وہ ضرورت باقی نہ رہے اسی طرح یہ انگوٹھے چومنے والی سنت بھی ہے۔ (جاء الحق ص 402/1)

وصال کے بعد یا نبی اللہ کہنا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے حجرہ میں داخل ہوئے رخ انور سے پردہ ہٹا کر بوسہ لیا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے عرض کیا بِـاَبِـی اَنْـتَ وَاُمِّی یانبیَ اللهِ لایَجْمَعُ اللهُ علیكَ مَوْتَتَیْنِ اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں نہیں دے گا۔ بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت بعد الموت ۱۱۶۵)

وصال کے بعد یا رسول اللہ کا نعرہ لگانا سنت صدیقی ہے ابو جہل نے کبھی بھی یا رسول اللہ کا نعرہ نہیں لگایا۔

ہے جب تک اہل سنت کا اک فرد بھی باقی فضا میں سدا گونجے گا نعرہ یا رسول اللہ

مشکل میں نبی کریم کو ندا کرنا: وہابی حضرات کے پیشوا مشہور عالم وحید الزماں حیدرآبادی نے لکھا ہے۔ روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ تو ان کا پاؤں درست ہو گیا۔ (لغات الحدیث ۲-۱۹)

حیات النبی ﷺ اور مسلک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ: بوقت وصال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضرین صحابہ کو وصیت فرمائی کہ، میری وفات کے بعد جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے روضہ نبوی کے دروازہ کے سامنے لے جا کر پہلے السلام علیک یا رسول اللہ کہنا پھر عرض کرنا ابوبکر حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ پس اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے روضہ پاک میں دفن کرنا ورنہ جنت البقیع میں لے جانا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا تو قفل گر گیا اور دروازہ کھل گیا اور آواز آئی اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ محبوب کو محبوب کے پاس پہنچا دو۔ (نزہۃ المجالس ص ۳۰۰، تفسیر کبیر ۲۱/۸۷، سورۃ الکہف، سیرت حلبیہ ۲/۳۹۳، الخصائص الکبریٰ ۲/۴۰۸۔ یہی واقعہ اشرف علی تھانوی دیوبندی نے "جمال الاولیاء" ص ۴۵ پر لکھا ہے اور وہابی حضرات کے مجدد نواب صدیق حسن نے تکریم المؤمنین کے ص ۳۷ پر لکھا ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مطابق، السلام علیک یا رسول اللہ کہنا درست ہے، اور رسول اللہ ﷺ بحیات حقیقی زندہ ہیں، آپ ﷺ غیب جاننے والے ہیں، اپنے غلاموں کا درود و سلام اور فریادیں سنتے ہیں، وصال کے بعد بھی یا رسول اللہ

کہنا جائز ہے۔حاجتیں پوری کرتے ہیں،روضہ اقدس کی نیت کرکے حاضری دینا درست ہے شرک وبدعت نہیں یہی صدیق اکبر کی وصیت اور آپ کا مسلک ہے اور اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور اتفاق ہے۔

ہمارے بگاڑ کا ذمہ دار کون؟

﴿حضرت علامہ ابوالبیان سعید احمد مجددی صاحب رحمۃ اللہ علیہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گم کردہ قافلہ: امت مسلمہ کی موجودہ صورتحال پر طائرانہ نظر ڈالیں تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہ امت قرآن میں بیان کردہ امت سے مختلف ہے۔وہ قوم جس کو قرآن نے امت وسطہ اور ملت واحدہ کا لقب دیا،وہ اپنی اصل منہاج سے ہٹ کر دائیں اور بائیں بازو میں بٹ چکی ہے اور وحدت فکر ونظر کی بجائے استعماری قوتوں کی پالیسی کے تحت مختلف دھڑوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے۔وہ قوم جو دنیا کی قیادت وامامت کے لئے معرض وجود میں آئی تھی وہ آج قرآن اور مذہب سے رہنمائی حاصل کرنے کی بجائے یورپ کی غلامی پر رضامند ہو گئی ہے۔جس کی بنا پر اس کی حیثیت ایک گم کردہ راہ قافلہ کی ہو چکی ہے۔جس کے سامنے نہ کوئی نصب العین باقی رہ جاتا ہے اور نہ ہی کسی بلند منزل تک رسائی کا جذبہ پیش نظر ہوتا ہے۔

وائے قومے کشتہ تدبیر غیر　　　کار او تخریب خود تعمیر غیر

پاکستان تو بن گیا: ۱۴اگست ۱۹۴۷ء کو اسلامی دنیا کے نقشے پر ابھرنے والا پاکستان اپنی تاریخی حدود کے آئینے میں ان ہی حالات کے ردعمل کے طور پر معرض وجود میں آیا تھا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہی اس کا جذبہ محرکہ تھا۔آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں امت مسلمہ کے ہزاروں علماء ومشائخ کی موجودگی میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ پاکستان کے مطالبہ سے دستبردار بھی ہو جائے تو اہل سنت کے علماء ومشائخ مطالبہ پاکستان سے ہرگز دستبردار نہ ہوں گے۔

پاکستان تو الحمد للہ تعالیٰ بن گیا،مگر پاکستان بنتے ہی اس کے وجود کے خلاف سازشوں کے جال بچھ گئے۔بنانیوالے تو علماء حق بے لوث تھے وہ روایتی بے غرضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے خالص دینی وروحانی کاز کے لئے مسجدوں اور خانقاہوں میں جا بیٹھے لیکن

نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھئے　　　منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

ہماری بے تدبیری: نظریہ پاکستان کے مخالفین،استعماری طاقتوں کے ایجنٹ لادینی افکار ونظریات کے علمبردار اور مکار وعیار عناصر چپکے سے ہماری صفوں میں گھس آئے اور ہماری بے تدبیری،معاملہ نافہمی اور لاپرواہی کے باعث پاکستان کی بساط سیاست وحکومت پر قابض ہو گئے۔تاریخ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسلام دشمن اور فریب کار لوگ ہمارے کندھوں پر سوار ہو کر،ہمارے نعروں کی گونج میں ہیرو بن گئے۔اسلام کا

محض لبادہ اوڑھا اور اسلام، اسلام کا ورد جاری رکھا اور دل میں اس کے خلاف سکیمیں بناتے رہے۔ جونہی اقتدار کے پنجے مضبوط ہوئے، اسلام کا نقاب اتار کر اپنے حقیقی روپ میں سامنے آگئے۔

پاکستان لادینی یلغار اور مغربی افکار کی لپیٹ میں: پاکستان کی عنان اقتدار زیادہ تر ان لوگوں کے ہاتھوں میں رہی جو تعلیم مغرب اور تہذیب افرنگ کے پروردہ وزلہ خوار تھے۔ ملک میں غیر اسلامی مذموم اور مسموم لٹریچر درآمد کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں پاکستانی قوم کے عقائد و خیالات، افکار و احساسات، سیاسیات و اقتصادیات کے سانچے بدلتے، زندگی کے نئے نئے تصورات جنم لیتے رہے۔ بالآخر زندگی کا ہر گوشہ افکار مغرب کی لپیٹ میں آگیا۔ لادینیت کی یلغار ہوئی فلسفہ و تاریخ کی مادی تعبیرات ہوئیں، مذہب و اخلاق کی معاشی توجیہات ہوئیں دین اور سیاست، مسجد اور سکول، مولوی اور مسٹر کے مابین حد فاصل قائم کر دی گئی۔

انسانی مسائل، فیکٹریوں، تجربہ گاہوں، کلبوں، ہوٹلوں اور اعداد و شمار کے دفتروں میں حل ہونے لگے۔ روحانی خصوصیات رخصت ہوئیں، مادی ترقیات کا غلبہ ہوا۔ عورت اور دولت کے رجحانات عام ہوئے، مصنوعی حسن کی نمائش اور مست جوانی کی تسکین کے سامان ہوئے، ہوس کی حکمرانی ہوئی، بنگلہ و فرنیچر، کلب و پارک، شراب و کباب، رقص و سرود، کوٹھی کار، سینما و تھیٹر، کیمرہ و ٹیلیویژن، ریڈیو و ٹرانسسٹر، ریفریجریٹر و ائر کنڈیشنر کی فراوانی ہوئی۔ عشرت خانوں میں پھولوں کی سیجیں بچھنے لگیں، کلبوں اور ہوٹلوں میں عزتیں اور عصمتیں بکنے لگیں۔ اسمبلیاں ہوس رانی کی زنجیریں بنیں، چہروں پر غازہ ے ناب کی لطافتیں اور آنکھوں میں سرمۂ برق پاش کی نزاکتیں رقص کرنے لگیں، مغنیات اور گلوکاروں کو انعامات اور تمغے دیئے گئے۔ اہل علم و ادب اور ارباب دانش کی تذلیل و توہین کی گئی۔ سکولوں اور کالجوں میں مغربی تعلیم کے ذریعے مسلم قومیت کی خاموش نسل کشی کی گئی۔ نسلی اور لسانی فسادات کی راہ ہموار کی گئی۔ روس، اسرائیل اور بھارت کے ناپاک گٹھ جوڑ سے ان کے سازشی منصوبے آئے دن تازہ رخ بدلتے رہتے ہیں۔ نظریہ پاکستان پر ضرب کاری لگانے کے لئے بنگلہ دیش، سندھو دیش، پختونستان کی اصطلاحات ایجاد ہوئیں۔ سرحدی گاندھی، مجیب الرحمان، جی ایم سید کی ضیافتیں اور عیادتیں ہوتی رہیں۔ سوشلزم، سیکولرزم اور کیپٹلزم جیسے ملحدانہ نظریات کو پذیرائی دی گئی۔ ختم نبوت کے بنیادی اسلامی عقیدے کے منکرین کو کلیدی اسامیوں پر تعینات کیا گیا۔ جو ملک توڑنے کی سازشوں کو عملی جامہ پہناتے رہے۔ ملوکیت اور جمہوریت کے غیر اسلامی نظریات کو مقدس دستاویز قرار دیا گیا۔ غیر اسلامی مغربی طرز انتخاب کو اپنایا گیا، اسمبلیاں تجارت کی منڈیاں بنیں۔ کرسی صدارت کو باپ، دادا کی جاگیر سمجھ لیا گیا، اسلامی معیشت کی بجائے سرمایہ دارانہ نظام کو فروغ دیا گیا۔ غریب عوام پر ظلم و ستم کے ذریعے عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

اور پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا: فوجی جرنیلوں کو بھی سیاست اور حکومت کا شوق دامنگیر ہوا۔ مارشل لاء نافذ ہونے لگے، محلاتی سازشیں ہونے لگیں۔ فارمولے بنتے اور بدلتے رہے، معاہدے طے ہوتے اور ٹوٹتے رہے، ادھر تم ادھر ہم کے نعرے بلند ہوئے، بالآخر 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں 90 ہزار پاکستان فوجی بھارت کے سامنے ہتھیار ڈال کر تاریخی اور عبرت ناک ذلت و شکست سے دوچار ہوئے اور پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا۔

آج کا پاکستان: باقی ماندہ پاکستان بھی معاندین کی ریشہ دوانیوں کا اڈہ بنا ہوا ہے۔ صیہونی اور مغربی استعمار پاکستان کے مسلم معاشرے کو سیکولر بنانے اور اس کی اسلامی غیرت اور دینی حس کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے، اب پاکستان کے دشمنوں کا اولین نشانہ سندھ ہے اور اس کے ساتھ ہی پاکستان کو مجاہدین افغانستان وکشمیر کی مادی واخلاقی امداد نہ کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے تا کہ مسلم امہ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ غرض اس وقت پاکستان کو اندرونی اور بیرونی طور پر لا نخل اور لا متناہی مسائل درپیش ہیں۔ گویا پاکستان مسائلستان بن چکا ہے۔ پاکستانی قوم ایک فیصلہ کن موڑ پر کھڑی ہے۔ پورا معاشرہ سسکیاں لے رہا ہے، دم توڑ رہا ہے۔ شاید پاکستان کی تاریخ میں اتنا نازک وقت اس سے پہلے نہ آیا ہوگا۔ لیکن بدقسمتی کی انتہا ہے کہ ہمارے ملک کے حکمران ہیں جن کا شیطان سے سمجھوتہ ہو چکا ہے .... سیاستدان ہیں، جن کا حکمرانوں سے سمجھوتہ ہو چکا ہے...... سرمایہ دار ہیں، جن کی عیاشی کی داستانیں ضرب المثل ہیں...... زمیندار ہیں، جن کے آہنی شکنجوں میں کاشتکار کراہ رہے ہیں ......علماء ہیں، جن کے دماغ جواب دے چکے ہیں ....مشائخ ہیں، جن کے دل سرد ہو چکے ہیں ....طلباء ہیں، جن کے دیدے بے دید ہو چکے ہیں...... ڈاکٹر ہیں، جو رحم اور ہمدردی کے جذبے سے عاری ہیں ...... پولیس افسران ہیں، جو رشوت کے سوا بات نہیں سنتے ...... مذہبی اور سیاسی طبقے ہیں، جو باہم دست وگریباں ہیں...... دانشور ہیں، جو فکر ودانش کے قاتل اور تعلیم مغرب کے فریب خوردہ ہیں...... تاجر ہیں، جو انسانوں کا خون پی رہے ہیں...... نوکر شاہی، جو آدم خور درندوں کی فوج ظفر موج ہے ...... غریب عوام ہیں، جن کی روحیں مردہ اور جسم افسردہ ہیں .... یتیم بچے اور بچیاں ہیں، جن کے آنسو خشک ہو چکے ہیں ...... دوشیزائیں ہیں، جو حسرت و حرماں کی تصویریں ہیں ...... بیٹیاں اور مائیں ہیں، جن کے عزت وآبرو کے نازک آبگینوں کو بزم عیش کے کھلونے بنا دیا گیا ہے...... عدالتیں ہیں اور کچہریاں ہیں، جہاں رشوت کی حکمرانی ہے اور عدل وانصاف کند چھری سے ذبح ہو رہا ہے ...... کالج اور یونیورسٹیاں ہیں، جہاں نوکروں، تنخواہ داروں، منشیوں اور کلرکوں کی کھیپ تیار ہو رہی ہے ...... تحصیلیں اور تھانے ہیں، جہاں قیمتی جانوں کی بولیاں ہوتی ہیں اور عزت وآبرو کے سودے ہوتے ہیں...... حوالاتیں اور جیلیں ہیں، جہاں مجرموں کی پرورش اور حفاظت ہوتی ہے......... مسجدیں اور مدرسے ہیں، جہاں سے اتحاد ومحبت کی بجائے انتشار ونفرت کے نعرے بلند ہوتے ہیں......... خانقاہیں اور آستانے ہیں، جہاں سے پاک صوفیوں کی بجائے دھمالئے گورکن اور کفن چور سر اٹھا رہے ہیں۔ غرضیکہ پاکستانی قوم کے عقل وفکری قوی مضمحل اور معطل ہیں، علمی اور عملی صلاحیتیں زنگ آلود ہیں، زندگی کے تمام شعبے مادیت کے شجر خبیثہ کے برگ وبار ہیں جو افراط وتفریط کی مسموم ہواؤں سے خزاں رسیدہ ہو چکے ہیں۔

سوال یہ ہے: ان تمام خرابیوں کا اصل ذمہ دار کون ہے؟

ہمارے خیال میں اس تمام ضعف وبگاڑ اور جمود وتعطل کے ذمہ دار چار طبقے ہیں

(۱) حکمران (۲) سیاسی قائدین وارباب دانش (۳) علماء ومشائخ (۴) عوام۔

درحقیقت ذمہ داری میں تمام طبقے برابر کے شریک ہیں، جس کے پاس جتنی قدر واستعداد ہے اس پر اسی قدر ذمہ داری ہوتی ہے۔ صاحب اختیار حکام کی ذمہ داری بے اختیار عوام سے زیادہ ہے، عالم کی ذمہ داری جاہل سے زیادہ ہے، صاحب اختیار متمول کی ذمہ داری محتاج و نادر سے زیادہ ہے۔ **کلکم مسئول عن رعیتہ** فرمان نبوی اسی مفہوم پر ہے چونکہ ذمہ داری بقدر اختیار واقتدار ہوتی ہے۔ قرآن نے

صاحب ایمان حکمرانوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے:

الذین ان مکنا ھم فی الارض اقامو الصلوٰۃ و اتو الزکوۃ و امرو بالمعروف و نھوا عن المنکر

ترجمہ: یہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کرائیں گے اور زکوۃ ادا کریں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

حکمرانوں کی ذمہ داری: اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمران حالات و معاملات کی شکست و ریخت کے سب سے زیادہ ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جرائم کا خاتمہ اور عدل وانصاف کی بحالی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کے منصبی فرائض میں شامل ہیں۔

علماء مشائخ کی ذمہ اداری: علماء و مشائخ انبیاء کے وارث اور نائب ہوتے ہیں، جہاد بالقلم اور جہاد باللسان ان کا فریضہ ہے۔ لیکن حادثہ یہ ہوا کہ یہ دونوں گروہ اپنے اسلاف کی طرح مجاہدانہ رول اور روحانی کردار ادا کرنے سے عاجز و قاصر نظر آتے ہیں۔ علماء سو کا ذکر عبث ہے۔ بہر حال عصر حاضر کے علماء و مشائخ پر دین حق کے غلبے اور روحانی تربیت کی بالادستی و ذمہ داری ایک امانت ہے جو ان پر واجب الادا ہے۔

نہ ادھر ادھر کی بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا   مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں، تری رہبری کا سوال ہے

سیاسی قائدین وارباب دانش کی ذمہ داری: سیاسی لیڈر اور دانشور افراد کسی بھی ملک اور قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمارے سیاسی قائدین اور ارباب دانش کا المیہ یہ ہے کہ وہ تعلیم مغرب اور تہذیب یورپ کے فریب خوردہ ہیں۔ ان کی سیاست مغربی جمہوریت کے دیو استبداد کی دریوزہ گر ہے اور ان کی دانش عقل افرنگ کا چربہ ہے وہ صرف اس قدر مسلمان ہیں کہ مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے گو وہ بھی معاشرے کی زبوں حالی کے ذمہ دار ہیں مگر ان سے خیر کی توقع بہت کم ہے۔

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں   اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شہبازی

رہا مسئلہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے ارباب بست وکشاد کا تو وہ آپس میں اس قدر برسرپیکار ہیں گویا پاکستان ان کے باپ کی میراث ہے۔

پاکستانی عوام: جہاں تک پاکستانی عوام کا تعلق ہے، وہ بھی ذمہ داریوں سے مستثنٰی قرار نہیں دیے جاسکتے۔ ملکی استحکام اور قومی عزت ووقار میں ان کا کردار بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ وہ بھی دین و دنیا اور احکام شریعت کے سلسلے میں عنداللہ جوابدہ ہیں۔ حکمرانوں اور سیاسی لیڈروں کی کارستانیوں میں وہ بھی حصہ دار ہیں۔ کیونکہ وہ بھی عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ حکمران اور سیاستدان اسی عوامی معاشرے کے آئینے ہوتے ہیں۔ بمطابق حدیث پاک

کما تکونون یولیٰ علیکم (جیسی روحیں ویسے فرشتے والا مقولہ درست بیٹھتا ہے)

علاوہ ازیں فوج پولیس اور بیوروکریسی بھی ہمارے بگاڑ کے ذمہ دار اور خرابی کے اہم کردار ہیں۔ جن پر تبصرے کی خاص ضرورت نہیں۔

تصویر کا دوسرا رخ: ہمارے الفاظ یقیناً سخت ہیں لیکن ہم مجبور ہیں درد آشنا کی نظر درد پر ہوتی ہے نہ کہ طریقہ اظہار پر۔ سطور بالا میں جو خیالات ہم نے پیش کئے اور جن خرابیوں و خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا کہ قوم کی اصلاح کی راہیں مسدود ہو چکی ہیں اور امید کے چراغ گل ہو گئے ہیں۔ اس عالم کون وفساد میں ہر بگاڑ کے ساتھ بناؤ، ہر تخریب کے ساتھ نئی تعمیر ہوتی ہے۔ قوموں کا عروج و

زوال اور تہذیبوں کا اتار چڑھاؤ قانون فطرت ہے۔ موجودہ پر پیچ حالات میں بھی اصلاح احوال کی بھرپور گنجائش موجود ہے۔ اس گھرے اندھیرے میں بھی ابھی امید کی کرن باقی ہے۔ تلافی کے امکانات موجود ہیں، نشاۃ ثانیہ کے آثار نمایاں ہیں۔ گھبرانے اور مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، جب مرض کی تشخیص ہو جائے تو پھر علاج کی صورت بھی نکل آتی ہے۔

نئی قوم اور نئی قیادت: ہم ان لوگوں میں سے نہیں جو معاشرے میں رونما ہونے والی تمام خرابیوں اور خامیوں کو ہمیشہ اغیار کے ذمے لگا دینے کے عادی ہیں بلکہ ہمارے معاشرے میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں ہماری مرضی اور اختیار کو بھی دخل ہے، دوسروں کو مورد الزام ٹھہرانا اور خود کو بری الذمہ قرار دینا عذر لنگ ہے۔

یورپ کی غلامی پہ ہوا تو رضا مند　　　　مجھ کو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے

یہ امر مسلم ہے کہ ہمارے معاملات میں صیہونیوں، فرنگیوں، کمیونسٹوں اور الحاد پرستوں کا بھی ہاتھ ہے لیکن ہمارے داخلی عوارض بھی ہماری خرابی کے اسباب ہیں۔ ہماری رائے میں وہ تعلیم، قانون، نشر واشاعت، معیشت، معاشرت ہیں۔ سب سے پہلے پانچ شعبوں میں بنیادی اور انقلابی اصلاحات کی ضرورت ہے۔

☆ ..ہمارا سب سے بڑا قومی خلا، مضبوط اور حوصلہ مند قیادت کا فقدان ہے، ہمیں ایک ایسا ہمہ گیر عبقری مرد کامل درکار ہے جو گفتار و کردار میں اللہ تعالیٰ کی برہان ہو۔

☆ ..قاری نظر آئے مگر حقیقت میں قرآن ہو۔ سکندری اس کی ٹھوکر میں ہو

☆. قلندری اس کے جوہر میں ہو، علم اس کا زیور ہو، حلم اس کی چادر ہو، دانش اس کی بستی ہو، عشق اس کی مستی ہو، حکمت کا لقمان ہو، بصیرت کا سلماز ہو، وہ خلوتوں میں صف بصف بھی ہو اور جلوتوں میں سربکف بھی

وہ ایک ایسی انقلابی ٹیم کے ساتھ میدان میں نکلے جو وقت کے سانچوں میں ڈھلنے کی بجائے وقت کے سانچوں کو بدل کر رکھ دے تاکہ پاکستان کے نقشے پر ایک نئی قوم اور نئی قیادت ابھرے۔ یہودیوں نے ساری دنیا کے یہود کو "ارض یہود" کے نام پر متحد و فعال بنا دیا ہے، حالانکہ وہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اور مختلف ممالک میں بٹے ہوئے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھی مسلم امہ کے نام پر ملت اسلامیہ میں ایک مسلسل حرکت اور منظم ہلچل پیدا نہ کر دیں

خزاں میں پھول کھلاؤ تو کوئی بات بنے　　　　بہار آئے تو کانٹے بھی مسکراتے ہیں

ضرورت ہے کہ: زبان و ادب سے لے کر فلسفہ و نفسیات تک، علوم عمرانیہ سے لے کر معاشیات و سیاسیات تک پورے نظام تعلیم کو اسلامی فکر کے مطابق ایک نئے سانچے میں ڈھالا جائے۔

قانون اسلامی کے حکیمانہ اصول و کلیات کی تدوین جدید کی جائے اور استنباط جزئیات کے ذریعے احکام قرآن و سنت کی ابدیت و حقانیت کو ثابت کیا جائے۔

ذرائع نشر واشاعت (ریڈیو، ٹی وی، اخبارات و رسائل) کو منظم منصوبہ بندی کے ساتھ دینی، تبلیغی اور فلاحی پروگراموں کے لئے

استعمال کیا جائے اور ان پر موسیقی اور ڈراموں کے آرٹسٹوں کی بجائے اہل علم وادب کو مقرر کیا جائے یا پھر ٹی وی اور فلم سازی کے اداروں کو بالکل یہ بند کر دیا جائے اور فحاشی اور عریانی کی اشاعت کا ذریعہ بننے والے اخبارات ورسائل پر قانونی پابندی لگادی جائے تاکہ قومی خودکشی کے یہ آلات ختم ہو جائیں۔

☆ ..... موجودہ نظام معیشت میں سود، سٹہ، قمار، اکتناز کی چاروں بنیادوں کو منہدم کر دیا جائے اور علمائے دین وماہرین معاشیات پر مشتمل ایک ایسا بورڈ تشکیل دیا جائے جو معاشی زندگی کے پورے ڈھانچے کو بدلنے کے لئے عملی تجاویز مرتب کرے تا کہ قوم سرمایہ دارانہ نظام کی لعنتوں سے نجات حاصل کر سکے۔

☆ ..... اسلامی طرز معاشرت اپنایا جائے۔ مغربی طرز معاشرت اور تعیشات کے تمام سرچشموں پر قدغن لگادی جائے۔ رہن سہن کے پر تکلف، عیش پرستانہ اور مہنگے طریقے ترک کر کے زندگی کے تمام شعبوں میں سادہ طرز معیشت اختیار کرنے کی ملک گیر تحریک چلائی جائے۔ رشوت، چور بازاری، اسمگلنگ، ظلم واستحصال، خود غرضی، مفاد پرستی، مادہ پرستی، کرپشن جیسی تمام معاشرتی بدعنوانیوں کا مکمل سدباب کیا جائے۔ قومی زندگی میں ایثار ومروت، اخوت ومحبت، انفاق فی سبیل اللہ، سخاوت واستغنا، فکرِ آخرت اور خوف خدا کے جذبات کو نئی زندگی دے کر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور عدل کو واپس لوٹایا جائے۔

☆ ..... اس سلسلے میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام کی طرف سے ۲۲ نکات پر مشتمل اسلامی معاشی اصلاحات اور ۵۳ء کے ۲۲ دستوری نکات سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

خطیب الاسلام کا نتیجہ خیز بیان: ہمیں یاد ہے کہ سابق صدر ضیاء الحق مرحوم نے اسلام آباد میں پانچ سو سے زائد علماء ومشائخ کو ''مشائخ کانفرنس'' کے نام پر مدعو کیا اور پاکستان میں نفاذ اسلام کے عمل کو تیز تر کرنے کے لئے تجاویز اور سفارشات طلب کیں۔ متعدد علماء ومشائخ کے بیانات ہوئے۔ اس کانفرنس میں خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سابق صدر جمعیت علماء پاکستان) کے فرمودات حرف آخر ثابت ہوئے۔ کانفرنس دو دن کے لئے بلائی گئی تھی۔ مگر آپ کے بعد مزید کسی بیان کی ضرورت محسوس نہ کرتے ہوئے صدر مرحوم نے پہلے روز ہی کانفرنس کے اختتام کا اعلان کر دیا۔

حضرت خطیب الاسلام مرحوم نے فرمایا تھا کہ یہ دور بلاشبہ مسلم قوم کی نشاۃ ثانیہ کا دور ہے۔ لیکن زندگی کے مراحل طے کرنے میں وہ سخت قسم کی ذہنی کشمکش سے دوچار ہے، نفاذ اسلام کے عمل میں معاشی اور معاشرتی اصلاحات خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ حدود وتعزیرات اپنی جگہ برحق ہیں مگر یہ سزا تو ہیں دوا نہیں، پرہیز تو ہیں غذا نہیں۔

مریض جاں بلب ہے، معاشرہ ظلم واستحصال کی چکی میں پس رہا ہے، ہمارے حکمران وسیاستدان ہنگامی وسیاسی مصلحتوں میں مبتلا ہیں۔ میں کہتا ہوں جب مزاج میں تلخی کے سبب مریض دوا پینے سے انکار کر دے اور ضد میں آ کر طبیب کی ہدایت کے برعکس خود ہی مرضی کی غذا استعمال کرنے لگے تو جو حشر ہوگا وہ کسی بھی اہل نظر سے مخفی نہیں۔ جب شاخ پر ہی دوسروں کا قبضہ ہو جائے گا تو اس پر آشیانہ کیسے برقرار رہ سکے گا؟

تجھے اے بلبل رنگیں نوا سوجھی ہے گانے کی ‏ ‏ ‏ مجھے ہے فکر دامن گیر تیرے آشیانے کی

آپ نے فرمایا، دو امر خاص طور پر فوری توجہ کے متقاضی ہیں اور انہی پر نفاذ اسلام کی گاڑی تیز رفتاری سے منزل کی طرف بڑھ سکتی ہے۔

☆ معاشرتی جرائم وسوشل کرائم کا فوری طور پر قلع قمع کیا جائے۔ ☆ عدالتوں میں انصاف مفت اور فوری مہیا کیا جائے۔

اس کے بعد قوم از خود اسلامی اصلاحات پر عمل پیرا ہونے کے جذبے سے سرشار ہو جائے گی (انشاء اللہ) اور یہ حکیمانہ اپریشن ہی معاشرتی انارکی اور معاشی ناہمواری کا واحد علاج ہے۔ آج کاروان امت کو جس جام حیات کی تلاش ہے وہ آپ کے پاس موجود ہے۔ جرات رندانہ کی ضرورت ہے، ہمت کیجئے خود پیجئے اور اہل پاکستان کو بھی پلائیے۔ حکومت کی پرواہ نہ کیجئے یہ آنی جانی چیز ہے۔ اللہ جل وعلا اور اس کے رسول برحق کو راضی کر لیجئے کہ یہی دو جہان کی حکمرانی ہے۔

اسلامی طرز انتخاب: آخر میں ہم ایک فیصلہ کن اصلاح کی نشاندہی بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ

ہمارے ملک میں مغربی طرز انتخاب کی بجائے اسلامی طرز انتخاب رائج ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ موجودہ طریقہ انتخاب مغربی جمہوریت کا شجرہ خبیثہ ہے جو انتہائی غلط اور بوگس ہونے کے ساتھ ساتھ سرمایہ دار طبقے کا کھیل ہے، جس میں ضمیر خریدے جاتے ہیں آراء فروخت ہوتی ہیں اور غریبوں کا استحصال ہوتا ہے۔

جمہوریت اک طرز حکومت ہے جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

نیز یہ کہ موجودہ طریق انتخاب میں اچھے اور برے، شریف اور رذیل، عالم اور جاہل دانشور اور بے دانش، صالح اور طالح میں کوئی تمیز نہیں۔ عوامی مزاج کے مطابق الیکشن میں کامیابی کے لئے امیدوار کا دولت مند ہونے کے ساتھ ساتھ تھانے کا ٹاؤٹ اور جھوٹے مقدمات میں ساتھ دینے والا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے اکثر ممبران قومی وصوبائی اسمبلی پرائمری فیل ہوتے ہیں۔ جو اسلام کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہوتے، اپنے صحیح دستخط کرنے کے بھی اہل نہیں ہوتے۔

ستم بالائے ستم ہے: کہ اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل ممتاز اہل علم اور ماہرین قانون اسلامی قانون کے متفقہ، اسلامی دستوری مسودات اور معاشی وتعلیمی اصلاحات کی فائلیں ان پرائمری فیل ممبران اسمبلی کے سامنے منظوری کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔ جو ان مسودات کی عبارت سمجھنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں (فیا للعجب)

مختلف طبقات کے لئے نشستیں: اس سلسلے میں ہماری رائے یہ ہے کہ موجود طریق انتخاب کو یکسر بدل دیا جائے اور معاشرے کے مختلف طبقات کی نمائندگی وقیادت کرنیوالے اہل فن اور اصحاب سیاست وبصیرت کے استحقاق واستعداد کی بنیاد پر قومی وصوبائی اسمبلی کی نشستیں مخصوص کی جائیں مثلاً چند فیصد نشستیں علماء ومشائخ کے لئے چند فیصد وکلاء اور انجینئرز کے لئے کچھ اقتصادی ماہرین اور مزدوروں اور صنعت کاروں کے لئے تاکہ اسمبلی اسم بامسمی بنے اور ہر شعبے کو بھرپور نمائندگی ملے اور معاشرے میں ہمہ پہلو علمی، عملی، فکری اور سیاسی انقلاب برپا ہو سکے۔

بہر حال ملک عزیز پاکستان کی بقاو ارتقا کا راز اسلامی نظام کے مکمل نفاذ میں مضمر ہے اور موجودہ حالات میں یہ کام علمی، فکری، عملی، تعلیمی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی انقلاب کے بغیر ممکن نہیں۔

ضرورت کسی ایک شعبے میں اصلاح کی نہیں بلکہ پورے معاشرے کو یکسر بدل دینے کی ضرورت ہے۔

ہماری دیانتدارانہ رائے میں پاکستان ابھی تک حقیقی پاکستان نہیں بن سکا۔ بقول خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن کنوئیں سے پانی نکالا جا رہا ہے مگر کتا ابھی اندر ہی ہے۔

ہم بدلنا چاہتے تھے نظام میکدہ تمام

آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

دنیا کی حقیقت

(جناب محمد جاوید کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ دوست احباب دنیا کی پریشانیوں سے پریشان ہو کر بہت زیادہ آزردہ اور رنجیدہ خاطر ہو جاتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ دنیا کو ہم سمجھے ہی نہیں کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس کے لئے بنائی گئی ہے اگر ہم اس بات کو سمجھ لیں تو اتنے پریشان نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرمایا ہے:(ترجمہ)

"زندگی تو آخرت کی زندگی ہے کاش کہ اس کو لوگ جانیں"

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (مفہوم):۔ اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبو کر اٹھائے پھر دیکھے کہ انگلی کیساتھ کتنا پانی آیا ہے یعنی اس پانی کی تری کو جو انگلی کیساتھ آئی ہے اس تری کو جیسے سمندر کے پانی کیساتھ نسبت ہے۔ یوں ہی دنیاوی زندگی کو آخرت کی زندگی کیساتھ نسبت ہے۔

ہمیں کچھ سوچنا چاہئے کہ جس ناپائیدار زندگی کو حاصل کرنے کیلیے ہم اس ابدی زندگی کی اس آخرت کی زندگی کے سامنے حقیقت ہی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔(امین)

نیز یہ دنیا کی زندگی گندی، ناپائیدار، دھوکے، دکھوں دردوں، بیماریوں اور پریشانیوں کی زندگی، خوف وہراس کی زندگی، کہیں چوری اور ڈاکوؤں کا ڈر کہیں مقدمے بازیاں، کہیں اپنوں اور کہیں بیگانوں کیساتھ جھگڑے، ذرا زیادہ کھایا جائے تو بدہضمی، کبھی گرمی ستا رہی ہے تو کبھی سردی مزید اس دنیاوی زندگی میں چین نہیں سکون نہیں۔

اس ناپائیدار زندگی میں آج اگر جوانی ہے تو کل بڑھاپا آنے والا ہے چند دنوں کے بعد آنکھ، کان وغیرہ سب آہستہ آہستہ جواب دیتے چلے جائینگے مگر وہ آخرت کی زندگی پائیدار نہ ختم ہونے والی ابدی زنگی ہے اس زندگی میں نہ پریشانی نہ دھوکہ نہ خوف وڈر نہ بیماری نہ بڑھاپا۔

اقتباس: جنت کی نعمت کی قیمت یہ کہ تو رات کو اٹھے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے دو رکعت نفل پڑھے اور جب تو کھانا کھائے تو کسی بھوکے کو بھی یاد کر لیا کرے اور راستے میں کوئی تکلیف دینے والی چیز ہو تو اسے راستے سے ہٹا دے تاکہ حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو تکلیف نہ پہنچے، اور تو دنیا میں عیش وعشرت کو چھوڑ کر گزارہ ہی کرے اور اس دنیا دار غرور یعنی غرور کے گھر سے دل برداشتہ ہو کر ہمیشہ رہنے والے گھر کے مالک اللہ کی یاد سے دل لگائے۔

دنیا کو اپنے دشمنوں، کافروں منافقوں، گستاخوں اور مشرکوں کیلیے بنایا ہے۔ اور آخرت (جنت) اپنے دوستوں ایمانداروں کیلیے بنائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمر کیا تو اس پر راضی نہیں کہ کافروں کیلیے دنیا ہے اور ہمارے کئے

آخرت ہے(مسلم)

قرآنی تعلیمات مین سے ایک تعلیم یہ بھی ہے کہ"کافروں کیلئے آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے ہاں دنیا کافر کیلئے عیش کی جگہ اور مومن کیلئے محنت کی جگہ ہے۔اور قرآنی تعلیمات ہے کہ آخرت صرف پرہیزگاروں،ایمانداروں کیلئے ہے۔اور جب یہ تقسیم ہو چکی کہ دنیا کافروں کے کئے ہے اور آخرت ایمانداروں کیلئے ہے۔چاہئے تو یہ تھا کہ کافروں کے دنیا پوری ملتی مگر اللہ نے اپنے دوستوں،ایمانداروں کی خاطر کافروں کو ایک گھر(دنیا) بھی پورا نہ دیا۔

قرآن مجید میں ہے: ترجمہ کامفہوم:"یعنی نہ ہوتی کہ کمزور ایمانوں والے اپنے ایمانوں کو چھوڑ کر کافروں کے پیچھے چل پڑیں تو ہم کافروں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنائے اور چاندی ہی کی سیڑھیاں ہوئیں جب پر وہ چڑھتے اور انکے گھروں کے دروازے اور پلنگ بھی چاندی کے بنائے اور سونا ہی سونا دیتے مگر یہ سب دنیا کا سامان ہے اور آخرت ساری کی ساری متقی اور ایماندار لوگوں کیلئے ہے(سورۃ زخرف)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کا گھر کافروں اور منافقوں،دشمنوں کیلئے ہے اور ان لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور جنہیں معلوم ہو چکا ہے کہ کافروں کیلئے صرف دنیا ہی دنیا ہے اسی لئے دنیا کی چہل پہل دنیا کی آسائش کافروں،منافقوں،دشمنوں کیلئے ہے۔چنانچہ تحفۃ النصائح میں ہے کہ فرعون نے 400 سال تک خدا ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہوئے"تمہارا رب سے بڑا رب میں ہوں" کا نعرہ لگایا تو اس 400 سال میں اسکو کبھی سر درد بھی نہ ہوا اور ادم اللہ کے حبیب ہیں جو کہ نبیوں کے نبی رسولوں کے امام ہیں جنکی خاطر سب کچھ بنا اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اتنا شدید بخار ہوتا کہ دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔

اس نکتہ سے خوب واضح ہوتا ہے کہ دنیا خدا کے دوستوں کیلئے نہیں دنیا کافروں اور دشمنوں کا گھر ہے تو اے میرے بھائی پھر تو اس گھر(دنیا) کو حاصل کرنے کیلئے اتنا بے قرار و بے چین ہے جو کہ بنایا ہی اللہ نے دشمنوں کیلئے ہے کیا تو بھی خدا تعالیٰ کے دشمنوں میں شامل ہونا چاہتا ہے۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حدیث پاک میں ہے کہ"جو بندہ اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے اسکو مال و دولت ملے اسمیں حرج نہیں"(مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے کہ "وہ مالدار جو اللہ سے ڈرنے والا ہے وہ اللہ کو پیارا ہے"

حضرت سفیان ثوری کے قول کا ایک حصہ: یہ مال مومن کی ڈھال ہے اگر یہ درہم و دنیا نہ ہوتے تو ہمیں حکمران لوگ رومال کی طرح ہاتھوں میں مل دیتے"۔ثابت ہوا حلال مال و دولت بری چیز نہیں ہاں مال و دولت کے ساتھ جو بے راہ روی آجاتی ہے انسان خواہشات کے پیچھے لگ کر اللہ و رسول(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بھول جاتا ہے اپنی آخرت تباہ و برباد کر لیتا ہے یہ بری چیز ہے۔

قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے:(ترجمہ کامفہوم) جب لوگوں نے ہماری نصیحتوں کو بھلا دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔حتیٰ کہ وہ جب ہمارے دیئے ہوئے پر اترانے لگے تو ہم نے اچانک پکڑ لیا پھر وہ ناامید ہو گئے۔اور جن خوش نصیب لوگوں کو باوجود یاد الٰہی کے دنیا کی آسائش میسر نہیں ان پر اللہ کا خاص فضل و کرم ہے قیامت کے دن انکو وہ درجات ملیں گے جن کو دیکھ کر دوسرے لوگ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔اے میرے مسلمان بھائی دنیا کی خوشحالی طالب نہ بن بلکہ قبر و آخرت کی خوشحالی کا طالب بن کہ دنیا میں دل لگا بیٹھا،یہ مومن کا کام نہیں بلکہ

کوفروں کو زیبا ہے۔

گوشہ خواتین

﴿ام ابراہیم آسویہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولاد کی تربیت: اللہ تعالی نے فرمایا: اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (سورہ تحریم ۶ پارہ ۲۸)

اس طرح کہ خود بھی نیک رہو اور اپنے بیوی بچوں کو بھی نیک بننے کی ہدایت کرو، معلوم ہوا کہ بیوی بھی اہل میں داخل ہے۔ (تفسیر نورالعرفان)

کس طرح بیوی بچوں کو نیک بنایا جاسکتا ہے آدمی کہتا ہے کہ میری بیوی نہایت پاک دامن ہو بچے باکردار ہوں لیکن خود پاک دامن نہیں بیوی سے خیانت کرتا ہے اور اگر بیوی خیانت کرے تو اس کو بڑی غیرت آتی ہے بعض اوقات وہ طیش میں آکر اسے قتل بھی کر دیتا ہے۔ کیا بیوی کو غیرت نہیں آتی کہ میرا خاوند کیا کر رہا ہے اگر وہ کسی دوسرے کی لڑکی میں دلچسپی لیتا ہے تو ضرور کوئی دوسرا اس لڑکی یا بیوی میں دلچسپی لے گا تو اگر اپنے اہل محفوظ دیکھنا چاہتے ہو تو خود اپنے آپ پر کنٹرول کرو بیوی تمہارا لباس تم اس کے لباس ایک دوسرے کے لباس کو گندہ ہونا سے بچاؤ بیوی اگر تمہیں غلط باتوں سے روکتی ہے تو اس کا غصہ نہ کرو اس کا شکریہ ادا کرو وہ تم سے پیار کرتی ہے اسلئے روک رہی ہے اور ایک دوسرے کے راز کی باتیں باہر مت بتاؤ ورنہ تم خائن شمار ہوگے نبی کریم ﷺ فرمایا: لوگوں کی عورتوں سے رکو تا کہ تمہاری عورتیں محفوظ رہیں اور اپنے والدین سے نیکی کرو تا کہ تمہارے بچے تمہارے ساتھ نیکی کریں۔ طبرانی، ترغیب حدیث **4148**) اسلام کی اصل تبلیغ عملی ہے بدعمل اسلام کو بدنام اور لوگوں کو اسلام سے دور کر رہے ہیں ایک آدمی لندن میں کسی جگہ نماز پڑھ رہا تھا تو ایک انگریز عورت اس کے پاس آکر بیٹھ گئی اور اسے دیکھتی رہی اور اس سے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کی جب جانے لگی تو اس نے سلام لینے کے لئے ہاتھ آگے کیا مسلمان نے کہا میں غیر محرم عورت سے ہاتھ نہیں ملا سکتا اس نے پوچھا کیوں؟ کہا میرے نبی علیہ السلام نے منع کیا ہے۔ کہا یہ ٹھیک ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ کہا اللہ نے مجھے اپنی عورت کا لباس بنایا ہے اس کی حفاظت ضروری ہے میں اپنی عورت کی امانت ہوں اور اس میں خیانت نہیں کرسکتا میرے نبی ﷺ نے خیانت سے منع کیا ہے وہ اور زیادہ متاثر ہوئی وہ مسلمان کا ایڈریس لے گئی اور دوسرے دن وہ اپنے ساتھ نو عورتیں لے کر آئیں اور ساری کی ساری مسلمان ہوگئیں۔ دیکھو ایک مسلمان کی کرامت اگر سارے مسلمان اپنی عورتیں اور عورتیں اپنے خاوندوں سے خیانت کرنا بند کردیں دیکھو کتنی جلد اسلام پھیلتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ: اپنے نبی کی محبت اور آپ کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت۔ (جامع صغیر)

لیکن افسوس ہم اپنے بچوں کو نبی کے دشمنوں یہود و نصاری کی محبت سکھائے رہے ہیں انہی کے طور طریقے اپنا رہے ہیں سنت پر عمل کرنا ہمیں بہت ہی ناگوار گزرتا ہے ننگے سر بازاروں میں پھرتے بلکہ نماز بھی ننگے سر ادا کرتے ہیں اپنا قومی لباس استعمال کرنا عار سمجھتے

ہیں پینٹ شرٹ پہننے اور گلے ٹائی لٹکانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ چہرے پر سنت رسول سجانا آؤٹ آف فیشن سمجھتے ہیں ہمارے حکمران بیرون ملک دورے پر جاتے ہیں تو کافر اور مسلمان میں پہچان مشکل ہو جاتی ہے۔ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود (اقبال)

نوجوان لڑکیاں بازاروں میں دوپٹے گلے میں ڈال کر ننگے منہ سر باپ کے ساتھ اور بھائی کے ساتھ چلتی ہیں کوئی روکنے والا نہیں حالانکہ سر اور ہاتھوں کے سوا پورے جسم کو چھپانا فرض قطعی اور ستر غلیظ ہے اور چہرہ اور ہاتھ ستر غلیظ نہیں نہ ان کو چھپانا فرض قطعی ہے لیکن ان کو حجاب میں رکھنا لازم ہے تاہم بعض حالات میں چہرہ کھولنے کی اجازت بھی ہے۔ (شرح مسلم ج ۵ ص ۶۴۰) ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس کیوں نہیں کیوں ہم تباہی کی طرف جا رہے ہیں اپنی جوانوں نسل کی تباہی کے ذمہ دار ہم خود ہیں لڑکوں اور لڑکیوں کے ہاتھوں میں موبائل اور انٹرنیٹ کس نے دیئے جس سے ملاقاتیں طے ہو رہی اور لو میریج ہو رہی ہے حرام کاری ہو رہی ہے۔ گلہ تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا کہاں سے آئے صدائے لا الہ الا اللہ اس سے بڑے اچھے کام بھی لیے جا سکتے ہیں لوگ موبائل اور نیٹ کے ذریعے مسائل دینیہ پوچھتے ان کے جواب دیئے جاتے ہیں لیکن عام نا سمجھ لڑکیوں کو موبائل دے دینا کوئی قابل تعریف کام نہیں پھر نہ کہنا ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں۔

ہائے افسوس ہم نے سب کچھ سیکھا ایک نہ سیکھا تو دین، ہم نے سب کچھ سمجھا ایک نہ سمجھا تو قرآن، ہم نے سب کچھ اپنایا ایک نہ اپنائی تو سنت نبوی، ہم نے سب کو وقت دیا ایک نہ دیا تو نماز کو، ہم نے ہر چیز تیاری کی ایک نہ کی تو قبر اور آخرت کی، ہم نے سب کو راضی کیا مگر ایک کو راضی نہ کیا وہ ہے اللہ اس کو مناؤ وہ جلد مان جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بچے کو ادب کی تعلیم دے اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع (چار کلو اناج وغیرہ) خیرات کرے۔ ترمذی

مرد اور عورت کے خانگی تعلقات کا مقصد صرف عمل زوجیت کی تکمیل اور تسکین نفس نہیں یہ تو حیوانوں میں پایا جاتا ہے بلکہ اسلام کے نزدیک یہ ایک تمدنی فریضہ ہے جس سے نسل انسانی کی حفاظت مطلوب ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ عورت کا کام محض بچے پیدا کرنا نہ ہو بلکہ بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی مناسب پرورش بھی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے ,,حرث،، یعنی کھیتی کا لفظ استعمال فرمایا جس طرح ایک کھیت کے دامن سے ایک خاص ترتیب اور عمل سے فصل تیار ہوتی ہے اسی طرح صنف نازک کے دامن سے بھی نسل انسانی کو مکمل طور پر تیار ہو کر نکلنا چاہیے چنانچہ والدین کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھیں اور ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ معاشرے کے معزز فرد بن سکیں۔ امام غزالی نے بچوں کی اخلاقی تربیت کے قواعد کو ایک دستور العمل کے طور پر مرتب کیا جس کا خلاصہ یہ ہے: تربیت کی اصل بنیاد چونکہ بچپن میں پڑتی ہے اسی لئے اسی وقت سے اس کی دیکھ بھال رکھنی چاہیے سب سے پہلے غذا کی رغبت پیدا ہوتی ہے، اسے بتانا چاہیئے کہ کھانا سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کریں۔ دسترخوان پر جو کھانا سامنے اور قریب ہو اسی طرف ہاتھ بڑھائے۔ کھانے کی طرف یا کھانے والوں کی طرف نظر نہ جمائے، جلد جلد نہ کھائے، نوالہ اچھی طرح چبائے، ہاتھ اور کپڑے کھانے میں آلودہ نہ کرے، کم کھائے اور معمولی کھانے پر اکتفا کرے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔

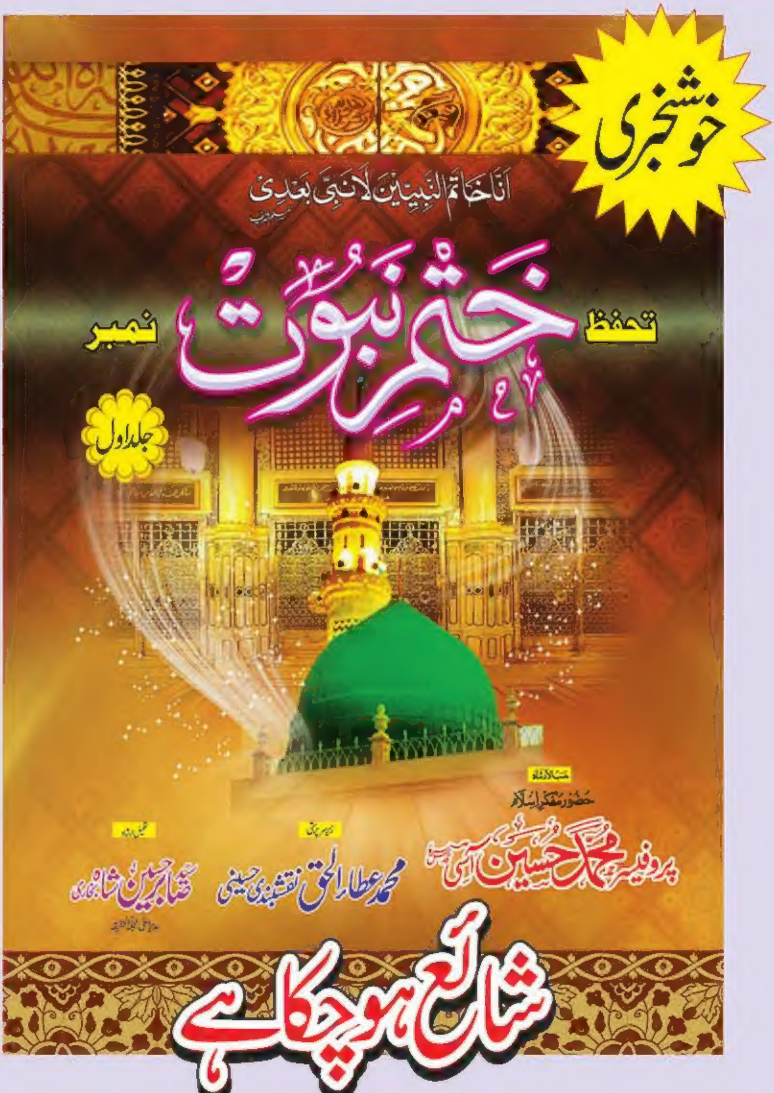
سفید کپڑے پہننے کا شوق دلایا جائے اور اسے سمجھایا جائے کہ یہ شوخ رنگ کے کپڑے یا ریشمی یا بھڑک دار کپڑے پہننا عورتوں کا کام ہے۔ جولڑکے اس قسم کے کپڑوں کے عادی ہوں ان کی صحبت سے بچایا جائے۔ کاہلی اور آرام پرستی سے نفرت دلائی جائے۔ جب بچے سے کوئی پسندیدہ فعل ظہور میں آئے تو تعریف کر کے اس کا دل بڑھایا جائے اور اسے انعام دیا جائے۔ اس کے خلاف کبھی کوئی بات ظاہر ہو تو چشم پوشی کرنا چاہئے تا کہ بُرے کاموں پر دلیر نہ ہو جائے۔ خصوصاً جب وہ خود اس کام کو چھپانا چاہتا ہے، اگر دوبارہ وہ فعل سرزد ہو تو تنہائی میں اسے سمجھانا چاہئے کہ یہ بہت بُری بات ہے لیکن بار بار اس کو ملامت نہ کرنا چاہئے۔ اس سے بات کا اثر کم ہو جاتا ہے اور بچے میں ڈانٹ ڈپٹ سننے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

اس بات کی سخت تاکید کرنی چاہئے کہ بچہ چھپا کر کوئی کام نہ کرے جس کو وہ برا سمجھتا ہے۔ اس لئے جب چھپا کر کام کرنے کی عادت چھوٹ جائے گی تو بچہ بہت سی بُری عادتوں سے محفوظ رہے گا۔ مجلس میں تھوکنے، جماہی اور انگڑائی لینے، لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنے، پاؤں پر پاؤں رکھنے اور ٹھوڑی کے نیچے ہتھیلی رکھ کر بیٹھنے سے منع کرنا چاہئے۔ قسم کھانے سے بالکل روکنا چاہئے گو سچی ہو۔ بات خود شروع نہ کرے بلکہ پوچھے تو جواب دے۔ مخاطب کی بات کو توجہ اور غور سے سنے۔ مکتب سے پڑھ کر نکلے تو اس کو موقع دیا جائے کہ کوئی کھیل کھیلے۔ کیونکہ ہر وقت پڑھنے لکھنے میں مصروف رہنے سے دل بجھ جاتا ہے۔ ذہن کند ہو جاتا ہے اور طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے۔ انتھی

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا: زبان کھلتے ہی ,,اللہ اللہ پھر لا الہ الا اللہ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھایا جائے۔ جب تمیز آئے تو قرآن پڑھایا جائے۔ استاد نیک صالح، متقی صحیح العقیدہ ہو، سن رسیدہ کے سپرد کرے اور دختر نیک پارسا عورت سے پڑھائے۔ بعد ختم قرآن مجید ہمیشہ تلاوت کی تاکید کرے۔ عقائد اسلام وسنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی وقبولِ حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔

حضورﷺ کی محبت وتعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعینِ ایمان ہے۔ حضورﷺ کے آل واصحاب واولیاء وعلماء کی محبت وعظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت وزیورِ ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔ سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے (اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر سختی کرے)۔ علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز، روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت صدر ولسان وغیرہ خوبیوں کے فضائل، حرص، طمع، حب دنیا، حب جاہ، ریا، عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے۔ پڑھانے سکھانے میں رفق ونرمی ملحوظ رکھے۔ زنہار زنہار بُری صحبت میں بیٹھنے نہ دے کہ یارِ بد مارِ بد (سانپ) سے بدتر ہے۔ نہ ہرگز کتبِ عشقیہ وغزلیات فسقیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔ (آج کل ٹی وی کے بے حیا پروگراموں سے بچائے) خاص لڑکی کے حقوق سے ہے کہ اس کے پیدا ل ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے سینا، پرونا، کاتنا، کھانا، پکانا سکھائے۔ ی۔ بیٹیوں سے زیادہ دل جوئی اور خاطر داری رکھے کہ ان دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول برابر رکھے۔ جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے۔ جہاں ناچ گانا ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے بلکہ بیگانوں میں جانے کی مطلقاً بندش کرے۔ (ماخوذ سنی زیور ص ۲۳۷)

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** April 2013 Reg.No. C.P.L.169



برائے رابطہ:- 0300-7123402